خواتین کا ترجمان

ماهنامه

رضوان

لکهنؤ

Rs. 30

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی مقبول معروف کتابیں

کاروانِ زندگی

ایک معلم، مصنف، مورخ، داعی اور رہنما کی سرگذشت حیات

جس میں ذاتی زندگی کے مشاہدات وتجربات، احساسات وتأثرات اور ہندوستان اور عالم اسلام کے واقعات وحوادث وتحریکات وشخصیات کے مطالعہ کا ماحصل اس طرح گھل مل گیا ہے کہ وہ ایک دلچسپ و سبق آموز آپ بیتی اور ایک مورخانہ وحقیقت پسند جگ بیتی بن گئی ہے اور چودہویں صدی ہجری، بیسویں صدی عیسوی کی تاریخ وسرگذشت کا ایک اہم باب محفوظ ہوگیا۔

☆ ایک تاریخی دستاویز۔ ☆ ادبی مرقع۔ ☆ دعوت فکر وعمل۔

(فوٹو آفسیٹ کی بہترین کتابت وطباعت سے آراستہ)

قیمت کاروان زندگی حصہ اول	260
قیمت کاروان زندگی حصہ دوم	350
قیمت کاروان زندگی حصہ سوم	220
قیمت کاروان زندگی حصہ چہارم	350
قیمت کاروان زندگی حصہ پنجم	180
قیمت کاروان زندگی حصہ ششم	240
قیمت کاروان زندگی حصہ ہفتم (مع ضمیمہ)	275
قیمت کاروان زندگی مکمل سیٹ	1875

خواتین اور دین کی خدمت

مسلم خواتین کی کیا ذمہ داریاں ہیں، ان کے دینی وسماجی فرائض کیا ہیں وہ کس طرح دین کی خدمت کرسکتی ہیں، آخر میں مولاناؒ کی والدہ ماجدہ کے وہ تربیتی خطوط ہیں جو انھوں نے مولاناؒ کے نام ان کی تعلیم کے دوران لکھے تھے۔

قیمت Rs. 60

ذکرِ خیر

حضرت مولانا کی والدہ ماجدہؒ کے حالات زندگی خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے۔

قیمت Rs. 48

دو ہفتے ترکی میں

ترکی کا سفرنامہ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا شگفتہ ودلآویز طرز بیان۔

قیمت Rs. 20

کاروان ایمان وعزیمت

قافلۂ مجاہدین یعنی حضرت سید احمد شہیدؒ قدس سرہٗ کی تحریک اصلاح وجہاد سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم وفضل وعزیمت کا تذکرہ جس سے مسلمانوں کی تاریخ دعوت وعزیمت کا ایک روشن باب سامنے نظر آتا ہے۔

(خوبصوت کتابت وطباعت)

قیمت: Rs. 100

سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

عہد حاضر کی مشہور دینی شخصیت اور عارف باللہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے حالات زندگی، ان کی شخصیت، ان کی نمایاں صفات، انداز تربیت، توازن وجامعیت، تعلق مع اللہ، خلوص و محبت، فیض وتاثیر اور معرفت وسلوک کا ایمان افروز تذکرہ۔

قیمت Rs. 250

مکتبہ اسلام رؤف مارکیٹ، گوئن روڈ، لکھنؤ ۱۸ Mob: 9415912042

Web Site :
http://rizwanmagazine.in

بیادگار: حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا محمد حمزہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

خواتین کا ترجمان

جنوری ۲۰۲۲ء
January 2022

جلد نمبر ٦٦
شمارہ نمبر ۱

زیر سرپرستی
جانشین مفکر اسلام مرشد الامت
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم العالیہ
(سرپرست مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن لکھنؤ)

ایڈیٹر
سید رشید احمد حسنی ندوی

مجلس مشاورت	مجلس ادارت
میمونہ حسنی	شمامہ حسن حسنی
محمود حسن حسنی	منصور حسن حسنی
جعفر مسعود حسنی	خلیل احمد حسنی
عائشہ حسنی	سید سعید احمد حسنی ندوی

سالانہ زر تعاون

برائے ہندوستان :	۳۰۰/روپے
غیر ملکی ہوائی ڈاک :	۴۰/امریکی ڈالر
فی شمارہ :	۳۰/روپے
لائف ٹائم خریداری :	۸۰۰۰/روپے

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور مکمل صاف پتہ ضرور لکھیں، اگر مدت خریداری کے ختم ہونے کے وقت کی پرچی پتہ کی چٹ پر لگی ہو تو براہ کرم مدت خریداری ختم ہوتے ہی رقم ارسال فرمائیں۔ (منیجر)

قارئین رضوان سے گذارش ہے وہ اپنا سالانہ چندہ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں جمع کر سکتے ہیں۔

Bombay Mercantile Co-operative Bank, Lucknow-18

Name of Account "RIZWAN MONTHLY", Account No. : 20511010005299

IFSC Code : BMCB0000049

ڈرافٹ پر RIZWAN MONTHLY لکھیں

زر تعاون اور خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ رضوان
۱۷۲/۵۴، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ
پن کوڈ: ۲۲۶۰۱۸ – موبائل: ۹۴۱۵۹۱۱۵۱۱

Rizwan (Monthly)
172/54, Mohammad Ali Lane
Gwynne Road Lucknow
Pin:226018- Mobile: 9415911511

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لیے کاکوری آفسیٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا

E-Mail : azizpaitepuri@gmail.com

کمپوزنگ: ناشر کمپیوٹر، لکھنؤ۔ فون: 9792913331

فہرست مضامین

- اپنی بہنوں سے .... مدیر 5
- حدیث کی روشنی میں .... امۃ اللہ تسنیم 6
- اخلاقِ نبویؐ کی چند جھلکیاں .... مولانا خالد سیف اللہ رحمانی 8
- کرعطا دیدہ ودل کونور وسرور .... مولانا سید محمد ثانی حسنی 10
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور...... .... مولانا محمد ممشاد علی صدیقی 11
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس...... .... محمد فیاض عالم قاسمی 14
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت...... .... خورشید عالم داؤد قاسمی 16
- محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت وسیرت .... مفتی محمد ظہیر صادق حسامی 19
- ملک کی آزادی میں مسلمانوں کا عظیم کردار .... مولانا محمد عبد الحفیظ اسلامی 23
- انسانی زندگی میں ہار اور جیت یکساں پیمانے .... نعیم جاوید 26
- خدارا! اپنی اولاد کی فکر کیجئے، کہیں دیر نہ ہو جائے .... سید فاروق احمد سید علی 29
- بددعا .... ابوأرقم عبد الرحیم خرم عمری جامعی 32
- سوال وجواب .... مفتی راشد حسین ندوی 36
- میں نے کیوں اسلام قبول کیا؟ .... بحوالہ: روزنامہ منصف حیدرآباد 37
- آخری صفحہ .... مولانا قمر الزماں ندوی 40-42

اپنی بہنوں سے

سید رشید احمد حسنی ندوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں ماں باپ سے بڑھ کر کسی کی محبت اور شفقت نہیں، ماں کی ممتا دنیا میں ضرب المثل ہے اگر کوئی عورت، اگر کوئی انسانی ہستی، اگر دنیا کی کوئی بھی مخلوق ماں کی محبت سے بڑھ کر دعویٰ کرے تو سب اس کو جھوٹا کہتے، جھوٹا سمجھتے ہیں اور اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے بچے کی محبت ماں کے دل میں ڈال دی ہے جب سے یہ نظام عالم قائم ہے یہ محبت رہی ہے اس نظام عالم میں جسمانی پرورش کا نظام ایک خاص اسٹیج پر چل رہا ہے، اگر ماں کے دل میں بچے کی محبت نہ ہو تو بچے کی پرورش بہت مشکل ہو جائے۔ چنانچہ جو بچے اپنی ماؤں سے محروم ہو جاتے ہیں چاہے ان کی پرورش کے لئے بہتر سے بہتر سامان کیا جائے وہ محرومی کا شکار رہتے ہیں اور محرومی کی وجہ سے ان میں محبت اثر انداز نہیں رہتی ہے اور ممتا کا جوش اور فکر اور درد جو ماں کے دل میں ہوتا ہے وہ پیدا نہیں ہوتا وہ بچے اس دولت سے محروم ہو جاتے ہیں اس طرح سے باپ کی شفقت بھی بالکل قدرتی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے باپ کے دل میں بھی محبت و شفقت کا مادہ رکھا ہے اور کیوں نہ ہو اولاد اس کے جسم کا ٹکڑا بلکہ اس کے دل ہی کا ٹکڑا ہے اس لئے جسے اپنے آپ سے محبت ہوتی ہے اسے اپنی اولاد سے بھی محبت ہوتی ہے لیکن کبھی کبھی ماں کی محبت اندھی ہوتی ہے اس کو فکر نہیں ہوتی کہ بچے کے حق میں یہ بات انجام کے لحاظ سے بہتر ہے، مفید ہے یا مضر۔ بس ممتا کا جوش ہوتا ہے اس میں اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں بعض اوقات بچے کو نقصان پہنچانے والی ضد پوری کرتی ہے سو بہانے کرتی ہے بیمار بتلاتی ہے اس طرح سے بچے کا دینی و دنیاوی نقصان بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ بچے دین اور دنیا کے فوائد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے بچوں کی صحیح نگہداشت اور صحیح تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حدیث کی روشنی میں

امۃ اللہ تسنیم

فاقہ تنگی اور قناعت کی فضیلت اور نفس پرستی کی برائی

اہل بیت نے دو دن متواتر سیر ہو کر نہیں کھایا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے دو دن متواتر جَو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ (بخاری، مسلم)

دو دو مہینے حضورؐ کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں خدا کی قسم اے میرے بھانجے ہم چاند کو دیکھتے تھے، ایک چاند، پھر دوسرا چاند، پھر تیسرا چاند۔ دو مہینے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا اے خالہ پھر آپ کیسے زندگی گذارتی تھیں۔ فرمایا دو چیزوں پر، کھجور اور پانی پر۔ بعض انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے ان کے پاس دودھ دینے والے جانور ہوتے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بھیجتے تو ہم لوگ بھی پیتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کا حضورؐ کا خیال کر کے دعوت کو رد کر دینا

حضرت سعید المقبریؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے ان کے پاس بھنی ہوئی بکری تھی۔ انہوں نے ان کو بلایا، انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے وفات پا گئے اور جَو تک کی روٹی سے سیر نہ ہوئے۔ (بخاری، مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گزران

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی نہ چوکی پر کھانا کھایا نہ چپاتی کھائی۔ (بخاری)

ایک روایت ہے کہ بھنی ہوئی بکری آنکھ سے کبھی دیکھی نہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ بڑے کھجور ہی سے پیٹ بھر سکتے۔ (مسلم)

بھوک کا غلبہ اور ایک انصاری کی ضیافت

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے زمانے سے لے کر انتقال فرمانے تک میدہ نہیں دیکھا، اُن لوگوں نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنیاں نہیں تھیں؟ بولے نہیں، آپ کی وفات ہوگئی مگر چھلنیاں نہیں دیکھیں، پوچھا بغیر چھانے جَو کیسے کھاتے تھے؟ بولے ہم جَو کو پیس کر پھونکتے تھے تو چوکر اڑ جاتا تھا اور آٹے کو گوندھ لیتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا رات کو باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی باہر تھے۔ آپ نے فرمایا کیوں باہر نکلے۔ دونوں حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ بھوک کے سبب سے۔ آپ نے فرمایا اُس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا کھڑے رہو، وہ دونوں آپ کے ساتھ رہے۔ پھر ایک انصاری کے پاس آئے معلوم ہوا کہ وہ اس وقت گھر پر نہیں ہیں۔ ان کی بیوی نے خوش آمدید کہا۔ آپ نے فرمایا تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ کہا میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں انصاری آ گئے، آپ کو اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھ کر عرض کیا، الحمد للہ آج کے دن مجھ سے زیادہ اچھے مہمان رکھنے والا کوئی نہیں، پھر گھر جا کر ایک کھجور کی گود لے آئے۔ جس میں گدّر، خشک اور پکّے کھجور تھے، عرض کیا نوش فرمایئے۔ پھر ایک چھری لی، آپ نے فرمایا دیکھنا دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ آپ نے بکری کا گوشت اور کھجور کھائے، پانی پیا، یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کا سوال ہوگا۔ بھوک نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تم نعمت کھا کر ہی پلٹے۔ (مسلم)

ایک صحابی کی تقریر

حضرت خالدؓ بن عمر العدوی سے روایت ہے کہ عتبہ بن غزوان (یہ بصرے کے حاکم تھے) نے تقریر کی۔ اللہ کی تعریف کی، ثنا کے بعد کہا اما بعد، دنیا نے جدائی کا اعلان کیا اور تیز چلی اور اب اس میں کچھ تلچھٹ، برتن کی تلچھٹ کی طرح باقی رہ گیا ہے۔ اس کو اس کا مالک جمع کرتا ہے اور تم ایسی جگہ جانے والے ہو جس کو زوال نہیں۔ پس تم بھلائیوں کے ساتھ جاؤ۔ ہم نے سنا ہے کہ پتھر جہنم میں گرایا جائے گا۔ تو وہ ستر سال میں بھی اس کی تھاہ نہ پائے گا۔ خدا کی قسم وہ گہری دوزخ آدمیوں سے بھری جائے گی، کیا تم کو حیرت ہے؟ اور ہم نے سنا ہے کہ جنت کے دروازے کے ایک بازو سے دوسرے بازو کی چوڑائی چالیس سال کی راہ ہے اور اس پر ایسا دن آئے گا کہ ہجوم سے بالکل بھرا ہوگا۔ مجھے آج یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم سات آدمی تھے اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ درخت کے پتے چباتے تھے یہاں تک کہ ہمارے مسوڑھے زخمی ہوجاتے تھے۔ میں نے ایک چادر لی اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا میں نے باندھا اور دوسرا سعدؓ بن مالک نے، اب ہم میں سے آج کوئی ایسا نہیں جو شہر پر حاکم نہ ہو، اللہ سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نزدیک برا ہوں اور اللہ کے نزدیک حقیر ہوں۔ (مسلم)

لباس، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک چادر اور ایک تہہ بند نکال کر دکھایا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو کپڑوں میں وفات پائی۔ (بخاری، مسلم)

صحابہؓ نے پتّے کھا کھا کر جہاد کیا

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑتے تھے جب کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو حبلہ (ایک جنگلی درخت ہے) کے اور ببول کے پتّے کھاتے تھے یہاں تک کہ ہمارا پائخانہ بکری کی مینگنی کی طرح بالکل خشک ہونے لگا تھا۔ (بخاری، مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو بقدر ضرورت رزق دے۔ (بخاری، مسلم)

اہل صفہؓ کی گزران

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ستّر اہل صفہ کو دیکھا ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کے پاس اوڑھنے، باندھنے کو پورا کپڑا ہو۔ چادر ہوتی تھی یا تہبند، وہ اپنی گردنوں میں اس کو گرہ لگا کر باندھ لیتے تھے۔ کسی کی نصف پنڈلی تک پہنچتی تھی اور بعض کے ٹخنوں تک، وہ اس خطرے سے اس کو سمیٹ لیتے تھے کہ لوگ ان کو ننگے بدن نہ دیکھیں۔ (بخاری)

□□□

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اخلاقِ نبویؐ کی چند جھلکیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی برابری اور مساوات کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں صاف فرمادیا کہ کالے اور گورے یا عربی و عجمی ہونے کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، اسی لئے جب بھی کوئی کام ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر اس کام میں شریک رہتے، حج میں قریش حدودِ حرم سے باہر نکلنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے، اس لئے عرفات نہیں جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امتیاز کو ختم کیا اور عرفہ کے وقوف کو حج کے لئے لازم قرار دیا۔

عربوں میں خاندان اور ذات پات کی بنیادیں بہت گہری تھیں، ہر چیز میں اس کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور شادی میں تو سب سے بڑھ کر، مجال نہ تھی کہ ایک اونچے قبیلہ کے فرد کی لڑکی نیچے قبیلہ کے مرد سے بیاہی جاتی اور سب سے کمتر درجہ غلاموں کا تھا، یہاں تک کہ اگر غلام آزاد کردیا جاتا تب بھی وہ اس لائق نہیں سمجھا جاتا تھا کہ کسی معزز قبیلہ کی لڑکی اس کے نکاح میں دی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تصور کو توڑا، اولاً تو آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص رنگ و نسل کی وجہ سے معزز نہیں ہوتا، بلکہ معزز ہوتا ہے اپنے عمل اور تقویٰ کی وجہ سے: **"ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم"** (**معجم الکبیر للطبرانی** :۱۸/۱۲، حدیث نمبر:۱۶، باب العین) پھر خاص طور پر نکاح کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص دین کے اعتبار سے پسند آئے، اسے منتخب کردیں، من ترضون دینہ (سنن ترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء اذا جاءکم من ترضون دینہ، حدیث نمبر: ۱۰۸۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی کہ لوگ حسب و نسب اور دولت کی وجہ سے رشتہ طے کرتے ہیں، مگر ہونا یہ چاہئے کہ دین داری اور اخلاق کی بنیاد پر رشتے طے کئے جائیں، دین داری کی بنیاد پر طے کئے جانے والے رشتہ میں کامیابی مضمر ہے: فاظفر بذات الدین۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الأکفاء فی الدین، حدیث نمبر:۵۰۹۰)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نصیحت پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا، اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کیا، (مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، باب الأکفاء، حدیث نمبر: ۱۰۳۲۶) اور اپنے متعدد صحابہ کے رشتے عرب کے معزز قبائل میں طے کئے۔

مساوات و برابری کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر پاس و لحاظ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو بھی اپنے رفقاء کے برابر رکھنے کی کوشش کرتے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کے موقع سے صحابہ اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے اور دیوار چنی جاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اینٹیں اُٹھا کر لائے، صحابہ نے درخواست کی، ہم خدام حاضر ہیں، آپ زحمت نہ فرمائیں، لیکن آپ باصرار اس کام میں شریک ہوئے اور فرمایا: میرے اندر اتنی طاقت بھی ہے کہ میں اس کام کو کرسکوں اور اجر و ثواب کی ضرورت جیسے تم کو ہے، ویسے ہی مجھے بھی ہے۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر:۶۰۷۹)

۵ہجری میں غزوہ خندق کا واقعہ درپیش تھا، صحابہ خندقیں کھودنے میں مشغول تھے اور اس کے اندر چٹانیں بھی تھیں، آپ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مشکل کام میں شریک ہوئے، بلکہ ایک ایسی چٹان جو کسی سے نہ ٹوٹتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذریعہ اس کا مسئلہ حل ہوا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، غزوۃ الخندق، حدیث نمبر:۳۶۸۲۰)

شرم و حیاء

اسلام سے پہلے عربوں میں شرم وحیاء کی بڑی کمی تھی، لوگ کھلے عام برہنہ حالت میں غسل کرتے تھے، قضاء حاجت کے وقت بھی پردہ کا اہتمام نہیں تھا، یہاں تک کہ کعبۃ اللہ کا طواف بھی بے لباس کیا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حیائی کی ان تمام باتوں کو منع فرمایا، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، اور ہر موقع پر حیاء کا لحاظ کرتے تھے۔ (بخاری، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:۶۱۱۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم قدم پر حیا کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا، کنواری لڑکی کے لئے شادی پر رضامندی کا اظہار حیاء کے خلاف سمجھا جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خصوصی رعایت فرمائی کہ اگر ان سے نکاح کی اجازت لی جائے، وہ انکار نہ کریں اور خاموشی اختیار کرلیں تو یہی کافی ہوگا اور اسی کو اس کی اجازت سمجھا جائے گا۔ رضاھا صمت۔ (بخاری، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، حدیث نمبر:۵۱۳۷)
اگر خواتین کوئی ایسا شرعی مسئلہ دریافت کرتیں، جس کا تعلق صنفی عوارض سے ہوتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً جواب دیتے اور اپنا چہرہ پھیر لیتے۔ (بخاری، عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حدیث نمبر:۳۱۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار لیٹے ہوئے تھے، چادر مبارک پنڈلیوں سے ہٹی ہوئی تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، جو خود بھی بہت شرمیلے واقع ہوئے تھے۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ سنبھل کر بیٹھ گئے اور اپنا جسم چھپالیا۔ (مسلم، عن عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث نمبر: ۲۴۰۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کی اس قدر تاکید فرمائی کہ اس کو ایمان کا حصہ قرار دیا: الحیاء شعبۃ من الایمان (بخاری، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:۹)
حضرت اشج ابوالقیس رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں، ایک: حلم و بردباری، دوسری: شرم و حیاء۔ (ابن ماجہ، عن اشج رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:۴۱۸۸)

راست گوئی اور دیانتداری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راست گوئی اور دیانت مکہ میں ضرب المثل تھی، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کہتے تھے، خود ابوجہل بھی اعتراف کرتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے نہیں ہیں: لیکن کہتا تھا کہ جو باتیں آپ پیش کررہے ہیں، وہ صحیح نہیں ہے، آپ نے جب بادشاہ روم کو دعوت اسلام کا مکتوب لکھا، اس وقت ابوسفیان روم میں ہی تھے، جو اس وقت آپ کے سخت مخالف تھے، چنانچہ شاہ روم نے ابوسفیان سے آپ کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا وہ دعویٔ نبوت سے پہلے جھوٹ بھی بولتے تھے؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس الی الاسلام، حدیث نمبر:۲۹۴۱) غرض کہ دشمنوں کو بھی آپ کی راست گوئی کا اعتراف تھا، دیانت داری کا حال یہ تھا کہ دشمن بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے تھے، چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو اہل مکہ کی بہت سی امانتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں، جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کرکے گئے۔
(فقہ السیرۃ للغزالی:۴۱۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو سچ بولنے اور دیانت داری کو قائم رکھنے کی خاص طور پر تاکید کرتے تھے، ایک موقع پر ارشاد فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں، بات کرو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو دیانت کے ساتھ واپس کرو، اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کرو، نگاہوں کو پست رکھو، یعنی غیر محرم عورتوں پر نظر نہ جماؤ اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو، یعنی ظلم نہ کرو۔ (مستدرک حاکم، عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ:۴/۳۵۹)

ایفاء عہد کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا لحاظ تھا، صلح حدیبیہ میں جو شرطیں طے پائیں، آپ ان پر سختی سے قائم رہے، بعض

مظلوم مسلمانوں کی قابل رحم حالت دیکھ کر بھی وعدہ خلافی کرنا گوارہ نہ کیا، غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد دشمنوں کے مقابلہ ایک تہائی سے بھی کم تھی، اس لئے ایک ایک آدمی کی اہمیت تھی، چنانچہ عین جنگ کے وقت حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور ان کے والد یمان (جن کا اصل نام حسیل بن جابر تھا) کہیں سے آرہے تھے کہ ان دونوں کو اہل مکہ نے پکڑلیا، اوراس شرط پر چھوڑا کہ وہ جنگ میں آپ کا ساتھ نہیں دیں گے، یہ حضرات مسلمانوں کے ساتھ غزوہ میں شریک ہونا چاہتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کردیا اور فرمایا: ہم ہرحال میں وعدہ پورا کرنے کے قائل ہیں، (اسدالغابۃ:۱/۷۰۶، حدیث نمبر:۱۱۱۳) نبوت سے پہلے ایک صاحب سے معاملہ ہوا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھا کر چلے گئے کہ آ کرحساب کردیتا ہوں، مگران کوخیال نہیں رہا، تین دنوں بعد آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف رکھتے تھے، آپ نے فرمایا: تین دنوں سے یہیں تمہارا انتظار کررہا ہوں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی العدۃ، حدیث نمبر:۴۹۹۶)

غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی فضائل اخلاق کانمونہ اوررزائل اخلاق سے مبرا تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اخلاق کی تعلیم دی، بلکہ عملاً انہیں برت کردکھایا۔

کرعطا دیدہ ودل کونوروسرور

مولانا سید محمد ثانی حسنی

اے خدا تو ہے سارے جہانوں کا نور — ہے زمانوں کا نور آسمانوں کا نور
چاند سورج کو تو نے ہی دی روشنی — تیرا بخشا ہوا ہے ستاروں کا نور
چشم بینا عطا کی ہے تو نے مجھے
دین و دنیا کا بخشا ہے تو نے شعور
جو ملا ہم کو تیرے کرم سے ملا — شکر احسان تیرا ہے ربِّ شکور
یا جزیل العطا یا مجیب الدعاء — عرض لایا ہوں میں ایک تیرے حضور
محترم میرے ماموں علی بوالحسن
صاحب عزم و ہمت شکور و صبور
ہے نظر جن کی میرے لئے جانِ جاں — جن کا دیدار ہے میری آنکھوں کا نور
روشنی ان کی آنکھوں کی تابندہ کر — جو بصارت میں ہو نقص کر اس کو دور[1]
دے جلا پر جلا ان کی آنکھوں کو تو
زندگی بھر نہ آئے کبھی بھی فتور
جسم کو ہر طرح کی توانائی دے — کر عطا دیدہ و دل کو نور و سرور
تو ہی اللہ نور السمٰوٰت ہے — تو زمیں پر اندھیرے کو کرتا ہے دور
جس پہ جلوہ ہوا تیرا روشن ہوا
بن گیا کیا سے کیا تیرے جلوے سے طور
نور ہی نور دے تو شمال و جنوب — کر عطا قلب و سمع و بصر کو تو نور
کہہ رہے ہیں دعا سن کے آمین سب — مستجاب اب دعا ہوگی تیری ضرور

۱ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کا آپریشن کرایا تھا یہ اشعار اسی موقع پر کہے گئے۔

مولانا محمد ممشاد علی صدیقی

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اتحاد وقت کا لازمی تقاضا

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو خیر امت کے القاب سے نوازا ہے اور اس کی وجہ کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ یہ دنیا کے لوگوں کو اچھائی کی تعلیم دے کر صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کی ہمہ جہت کوشش کرتی ہے اور برائیوں اور بے حیائیوں اور منکرات سے بچانے کی ہر پہلو سے تدبیر کرتی ہے اور جب تک یہ کام دنیا میں ہوتا رہے کا یقیناً دنیا میں بے راہ روی فروغ نہیں پا سکے گی۔ بلاخوف وخطر سماج میں رہنے کے لئے امر بالمعروف کے ساتھ ساتھ اتحاد واتفاق کا ماحول بنائے رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ انہیں عمل کے ذریعہ ایک بہتر سماج ومعاشرہ وجود پذیر ہوتا ہے۔ اس تعلق سے اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان بھی ہے کہ "**لا تکونوا کالذین تفرقوا والختلفوا من بعد ما جائهم البینت واولٰئك لهم عذاب عظیم۔**" (آل عمران) ترجمہ: اور تم ہرگز ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جو مختلف فرقوں میں بٹ گئے تھے اور انہوں نے روشن نشانیاں آجانے کے بعد اختلاف کیا یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی شان بڑی نرالی اور قابل ستائش ہے کہ اس کے اندر گوناگوں خوبیاں ہیں اور کیوں نہ ہو، یہ رحمٰن ورحیم کی طرف سے نازل کردہ اصول وضوابط کو اختیار کرتی ہے اور اس کا ایسا خوگر ہوتی ہے کہ تمام طرح کے خسارہ کو برداشت کرنے کو تیار رہتی ہے مگر مذہب اور مذہب کی باتوں کو ضائع کرنا اور رسوا کرنا پسند نہیں کرتی ہے۔ ہمیشہ اس کے لئے تیار وآمادہ کرو اور برائی سے خود بچو اور دوسروں کو بھی بچانے کی تدبیر کرو اور اتحاد واتفاق کی زندگی گذارو جو رب کائنات کا منشاء بھی ہے۔ امت مسلمہ کی ہر کامیابی اتحاد کی بدولت ہی ممکن ہے اور جب بھی اسے کہیں ناکامی نظر آتی ہے، اسی لئے اس اختلاف وانتشار سے خود کو محفوظ و مامون کرنے کے جتنے بھی وسائل ہوں اسے بروئے کار لاتے ہوئے یکجہتی کو قائم کرنا اوّلین فریضہ سمجھیں۔ موجودہ زمانہ کا ماحول جس کسمپرسی کی حالت میں انگڑائیاں لے رہی ہیں اور خالق حقیقی کے باغی احباب واقوام کے ذریعہ مسلمانوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں اور اسلام کے دائرہ میں زندگی گزارنے کو ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے، ان کے وسائل پر غاصبانہ تسلط کیا جا رہا ہے تو اس کی وجہ اتحاد امت نہ پائے جانے کی بین وجہ ہے۔ اگر ایک ہوتے تو یقیناً بدنگاہی آپ پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتی۔ قوم وملت کے ہر ذی شعور اور اہل علم احباب پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مذہب وعقائد کی بنیاد پر آپسی اختلافات کو ہوا نہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے آگے سرنگوں ہو جائیں اور اختلافی مسائل میں اعتدال کا سبق دیں۔ اسلام کا یہی طرۂ امتیاز رہا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ (آل عمران:۱۰۳) اور سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقہ بندی نہ کرو۔ "**ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا لست منهم فی شئ انما امرهم الی الله ثم ینبئهم بما کانوا یفعلون۔**" (الانعام) بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں فرقہ بندی کی اور گروہ گروہ بن گئے آپ کو ان سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ پھر وہ انہیں ان کے افعال کی خبر دے گا۔ اختلاف ہونے کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ اس حقیقت کو فراموش کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جیسے نماز اور روزہ کی ادائیگی کا حکم دیا ہے ایسے ہی اس نے ہمیں اتحاد واتفاق کا حکم دیا ہے۔ اس نے ہمیں انتشار وافتراق سے

بڑی سختی سے منع کیا ہے۔قرآن وسنت میں بڑی سخت تاکید کے ساتھ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اختلاف وانتشار سے بچیں اور اتحاد واتفاق سے رہیں۔ جو محض شہرت و ناموری یا مفادات کے حصول کے لئے امت میں اختلاف پیدا کرتا ہے وہ بھی ایک بہت بڑے حرام کا ارتکاب کررہا ہوتا ہے اور جو بندہ اتحاد واتفاق کے لئے کوشاں ہے وہ بھی ایک فرض کی ادائیگی میں لگا ہوا ہے۔امت میں اختلاف پیدا کرنے والے لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ جن لوگوں نے فقط شہرت و ناموری اور مقاصد مذمومہ کے حصول کے لئے اس امت میں اختلاف کی آگ بھڑکادی۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی تو وہ اس جرم کے ارتکاب سے بچ جاتے۔ اہل ایمان کو اتحاد اور نعمت الٰہی کی یاددہانی کا حکم اکٹھا ہی دیا گیا اور سب اکٹھے ہوکر اللہ کی رسّی ک مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ بندی نہ کرو اور اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو جو تم پر ہوئی ہے۔جب تم آپس میں دشمن ہوا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کو آپس میں جوڑ دیا تو اس کی نعمت سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔(آل عمران:۱۰۳) قرآن کریم مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتے ہوئے کہتا ہے۔فقط ایمان والے ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔تو تم اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

خیر امت کی اصل ذمہ داری یہ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو کافر ومشرک ثابت کرتے رہو بلکہ ان کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ ہر اس بندے تک اللہ کا پیغام پہنچائیں جس تک یہ پیغام نہیں پہنچا۔اگر ہم دنیاوی جھگڑوں میں ایک بڑے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے آپس میں سمجھوتہ کرلیتے ہیں اور کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے باہمی اختلافات کو برداشت کرتے ہوئے بڑے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں، کیا اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے ہمیں اتحاد کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے؟ امت مسلمہ کی اصل ذمہ داری کیا ہے؟ اس کے وجود کا مقصد اوّلین کیا ہے؟ قرآن وسنت میں بڑے واضح اور دوٹوک الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کے وجود کا مقصد توحید پوری دنیا میں خیر کی دعوت کو پھیلانا اور شرک کو روکنا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔" تم بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہے۔تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔(آل عمران: ۱۱۰) اس آیت کریمہ میں امت مسلمہ کی دوسری امتوں پر فضیلت کو بیان کیا گیا ہے اور اس کی اس ذمہ داری اور اس فریضہ کو بیان کیا گیا ہے جو دیگر امم پر فضیلت اور برتری کا سبب ہے اور بتایا گیا ہے کہ تم لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے اور برائی سے دور رکھنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتِ، وَاُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔** (آل عمران-۱۰۴،۱۰۵)

ترجمہ: اور تم میں سے ایسے لوگ ضرور ہونے چاہئیں جو لوگوں کو نیکیوں اور اچھائیوں کی طرف بلائیں۔صحیح باتوں کی تلقین کریں اور برائیوں سے روکیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔اور تم ہرگز ان لوگوں جیسے نہ ہوجانا جو مختلف ٹکڑوں میں بٹ گئے اور انہوں نے روشن نشانیاں آجانے کے بعد اختلاف کیا۔یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔امر بالمعروف کا فریضہ حسب استطاعت ہر مسلمان پر فرض عین ہے یعنی اپنے عزیز واقارب اور دوست واحباب کو نیکی کی طرف بلائے اور انہیں برائی سے بچنے کی تلقین کرے اور جہاں تک اس کی استطاعت میں ہو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور انہیں شر سے روکے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطيع فبلسانه فان لم يستطيع فبقلبه و ذالك اضعف الايمان۔** (ترمذی) تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے ختم

کرے۔ اگر یہ نہ کرسکے تو اپنی زبان سے اسے روکے۔ اگر یہ بھی نہ کرسکے تو اپنے دل سے اسے براجانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اس سے پہلے کہ تم اللہ سے دعائیں مانگو اور وہ تمہاری دعائیں قبول نہ کرے۔ تم اللہ سے بخشش کا سوال کرو اور وہ تمہاری بخشش نہ کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے سے نہ روزی کم ہوتی ہے اور نہ موت جلدی آتی ہے۔ یہود کے احبار اور نصاریٰ کے راہبوں نے جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی زبان سے ان پر لعنت فرمائی پھر سب مصیبتوں میں گرفتار کردیئے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "**ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی تقدرون علی ان یغیروا علیہ ولا یغیرون الا اصابھم اللہ منہ بعقاب قبل ان یموتوا۔**" (ابوداؤد) جب بھی کوئی آدمی کسی قوم میں برائی کا ارتکاب کرتا ہے لوگ اسے روکنے پر قدرت رکھتے ہوں لیکن اسے نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مرنے سے پہلے انہیں کسی عذاب میں مبتلا کردیتا ہے۔

انفرادی طور پر یہ فریضہ سرانجام دینا حسب استطاعت ہر انسان پر لازم ہے اور اجتماعی اور منظم انداز میں اس فریضہ کو سرانجام دینا یہ اس امت پر فرض کفایہ ہے۔ یعنی انفرادی دعوت وارشاد کا فریضہ سرانجام دینے کے باوجود اس امت پر لازم ہے کہ یہ ایک ایسا گروہ تیار کرے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور انہیں شر سے بچنے کی تلقین کرے۔ آیت کریمہ میں اس فریضہ کو سرانجام دینے کا حکم دینے کے بعد امت مسلمہ کو اختلاف و انتشار سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ جب کوئی قوم آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی ہے تو وہ اپنا اصل فریضہ انجام دینے سے غافل رہتی ہے اور اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے میں ناکام ہوجاتی ہے۔

عملی طور پر جہاں لڑنا چاہئے وہاں نہیں لڑتے اور جہاں نہ لڑنا چاہئے وہاں لڑتے ہیں۔ مثلاً نماز کے بعد اونچی آواز سے کلمہ پڑھنے والا نہ پڑھنے والے سے جھگڑے گا اور نہ پڑھنے والا پڑھنے والے سے لڑے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر۔ یہ اس امت کے وجود کا مقصد اوّلین ہے لیکن باہمی اختلافات نے ہمیں اس قدر الجھا دیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہم اس فریضہ کو ادا نہیں کررہے بلکہ اس کی ادائیگی کا احساس اور شعور تک باقی نہیں رہا۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں اسی طرح خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کی امت بنی نوع انسان اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنادیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہوجاؤ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوجائے۔ (البقرۃ:۱۴۳) اس آیت میں اس امت کے منصب کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ امت دیگر امتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس امت اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں۔ کسی بات کو سلجھانا جتنا مشکل ہوتا الجھانا اتنا ہی آسان ہوتا ہے۔ بات کو الجھائے اور بحث برائے بحث کئے بغیر ہمیں احساس کی پوری شدتوں کے ساتھ اس حقیقت پہ غور کرنا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی ہو اور ہم آپس میں اتنا الجھ بھی جائیں کہ ہمارے پاس اتنا وقت ہی نہ بچے کہ ہم اپنی اصل ذمہ داریوں کی طرف توجہ ہی نہ دے سکیں۔ خدارا ہمیں جو درس دیا گیا ہے کہ تم آپس میں بھائی بھائی اور تمام مسلمان ایک جان کے مثل ہیں، اس کا ثبوت اتحاد، اتفاق، یکجہتی اور یکسانیت کے ذریعہ پیش کرتے ہوئے ہر ایک کے لئے جہاں خیر کے راستہ پر چلانے کی ہمہ تن کوشش وجستجو کرنا ہے وہیں ہم کو یہ بھی کوشش کرنا ہے کہ ہمارے درمیان اتحاد کی لڑی پروئی گئی ہے اس کو کسی بھی صورت میں منتشر نہیں ہونے دیں گے اور اتحادی قوت کے ذریعہ مذہبی تشخص کو برقرار رکھنے کی جتن کریں گے۔ آج دنیا میں ہمارے جو حالات ہیں وہ ہماری پیدا کردہ ہے۔ ○○

محمد فیاض عالم قاسمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس مساوات اور موجودہ صورت حال

لغت میں مساوات کا معنی یکساں اور برابری کے ہیں، بالخصوص حقوق، مراتب اور مواقع میں یکساں ہونا۔ مساوات (عدل وانصاف) یا منصفانہ تقسیم کا اصول، اسلام کا ایک اہم عنصر ہے، جس کی بنیاد انسانیت پر قائم ہے۔ آج ہم انسان مختلف مذاہب، فرقوں، ذاتوں اور حیثیتوں میں بنے ہوئے ہیں، اور اس بناء پر ایک دوسرے پر فوقیت اور فضیلت کے قائل ہیں، اسی پر بس نہیں، بلکہ اس بناء پر جھگڑے اور لڑائی بھی کرتے ہیں، حتیٰ کہ قتل اور غارت گری کی نوبت آجاتی ہے۔ حالانکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت انسان کو ایک مرد اور ایک عورت سے یعنی آدم علیہ السلام اور حوا علیہا الصلوٰۃ و السلام سے پیدا کیا، اس لحاظ سے یہ دونوں بزرگ دنیا کے تمام انسانوں کے ماں باپ ہوئے اور سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہوئے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) سب کی خبر رکھنے والا ہے۔ (حجرات:۱۳)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوگیا کہ پیدائشی طور پر سارے انسان ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں، بحیثیت انسان سب برابر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سارے کے سارے بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (ابوداؤد:۱۵۰۸) جہاں تک رہی بات برادری اور خاندان کی ہے تو وہ صرف اور صرف شناخت اور پہچان کے لئے ہیں، اسی طرح رتبہ کے اعتبار سے افضل اور اعلیٰ ہونے کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر واضح طور پر اعلان فرمایا کہ اے لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ دیکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت و امتیاز نہیں، ہاں تقویٰ کے سبب فرق ہوسکتا ہے، تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔" (البیہقی:۷۳۱۵) گویا کہ جس کا تقویٰ اور پرہیزگاری، سوچ وفکر، علم و عمل، قول وفعل، اخلاق وکردار جتنا عمدہ اور اچھا ہوگا اتنا ہی وہ عنداللہ معزز اور مکرم ہوگا۔ پس کسی علاقہ کے رہنے والوں کو دوسرے علاقے کے لوگوں پر مثلاً کسی بنگالی کو بہاری پر، یا کسی گجراتی کو مراٹھی پر یا مراٹھی کو کشمیری پر کوئی فضیلت نہیں، اسی طرح کسی شیخ کو پٹھان پر، یا پٹھان کو خان پر یا خان کو میمن پر، یا کسی مارواڑی کو دلت پر، اس سے بھی آگے مجھے کہنے دیجئے کسی دلت کو برہمن پر یا برہمن کو دلت پر کوئی فضیلت یا فوقیت نہیں۔ ہاں اگر ایک کا تقویٰ دوسرے سے بڑھا ہوا ہے تو زیادہ تقویٰ والے کو کم تقویٰ والے پر یقیناً فضیلت حاصل ہے، اور اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے، چاہے اس کا خاندان یا علاقہ کچھ بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا حق ادا کرنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے رہو، کسی قوم کی دشمنی تم کو ناانصافی پر آمادہ نہ کردے، انصاف کرو، یہی تقویٰ سے قریب تر (طریقہ) ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تمہارے اعمال سے

باخبر ہیں۔ (سورہ مائدہ:)

اس آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں: انسان کو انصاف کی راہ سے ہٹانے والی دو چیزیں ہوتی ہیں، کسی سے محبت و تعلق، یا کسی سے نفرت وعداوت، سورہ نساء کی آیت نمبر: ۱۳۵ میں محبت وتعلق کی بناء پر ناانصافی کو منع فرمایا گیا، اور یہاں عداوت و نفرت کی بنا پر ناانصافی کو، اسلام کا نظام عدل کس قدر صاف ستھرا ہے کہ اس میں نیک و بد، فرمانبردار، نافرمان، مسلمان وغیر مسلم اپنے اور بیگانے کا کوئی فرق نہیں، انصاف ہر ایک کے ساتھ ضروری ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم اگر میری بیٹی نے بھی کسی کا کچھ چرایا ہوتا تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ (صحیح مسلم: ۱۶۸۸)

کسی بھی ترقی یافتہ اور مہذب قوم، سوسائٹی یا ملک کے لئے ان کے باشندوں کے لئے عدل وانصاف اور مساوات ایک بہترین اصول ہے۔ اس کو نظر انداز کر کے کوئی ملک نہ ترقی کر سکتا ہے، اور نہ اس ملک میں انصاف اور امن وامان قائم ہوسکتا ہے۔ آج دنیا کے جن ممالک میں اپنے شہریوں کو انصاف اور حقوق دلاتے وقت ان کی ایمانداری اور حب الوطنی کے بجائے ان کو ذات، پات اور نسل کو ترجیح دی جاتی ہے، وہاں حقوق پامال ہوتے ہیں اور انصاف اور مساوات ایک خواب بن کر رہ جاتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارا ملک بھی بری طرح سے اس مرض میں مبتلاء ہے۔ روزانہ کئی لوگوں پر صرف اس لئے ظلم کیا جاتا ہے کہ وہ دلت یا اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ظالموں کو صرف اس لئے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اس کا تعلق اکثریتی طبقہ سے ہے یا وہ برہمن ہے۔ حالانکہ ہمارا ملک ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے، اور جمہوریت کا بنیادی عنصر عدل و مساوات ہے۔ جمہوریت کو برقرار رکھنے میں تین اہم ستونوں کا کردار ہوتا ہے۔ مقنّنہ (Legislative)، جو لوگوں کی بھلائی کے لئے قانون بناتا ہے، انتظامیہ (Administration) جو قانون کو نافذ کرتا ہے، اور عدلیہ (Court) کو کسی قسم کے اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے، خواہ وہ اختلاف عوام کے درمیان ہو، یا مقنّنہ اور انتظامیہ کے درمیان، تاہم ایک ہر ایک ادارہ کے اصول وضوابط مقرر ہیں جن کو اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے خدمت کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ذرائع ابلاغ (Media) کو بھی جمہوری ملک کا چوتھا ستون تصور کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کی باتوں کو انتظامیہ تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ان چاروں اداروں کا قیام ہی عدل و انصاف اور مساوات کے تصور کو فروغ دینے اور اس کو برقرار رکھنے کے لئے عمل میں آیا ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ یہ چاروں ادارے ایک خاص طبقہ کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں، نہ کہ جمہوریت کی۔ اگر ظالم کا تعلق اس خاص طبقہ سے ہو تو اس کو ظالم ہی تصور نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ اس کو دیش بھکت کا نام دیا جاتا ہے، اس کے ظلم پر تالیاں بجائی جاتی ہیں، اور اگر اس کا تعلق اقلیتی فرقے سے ہو تو اس کو سب سے بڑا ظالم کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس صورت حال پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

حالانکہ کسی بھی قوم یا ملک کے باشندوں میں جب تک آپسی بھائی چارہ اور محبت پیدا نہیں ہوگی، تب تک وہ ملک ترقی کی طرف نہیں بڑھ سکتا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ملک کے سربراہان اور باشندوں کے درمیان گہرا ربط ہو، یعنی پیار و محبت اور ہمدردی کا تعلق ہو، ہر کوئی ہر کسی کو اہمیت دیتا ہو، عزت واحترام کرتا ہو، ہر کوئی دوسرے کے حقوق کو ادا کرتا ہے، اونچ نیچ کا فرق نہ ہو، خاندان یا حسب ونسب کا کوئی امتیاز نہ ہو، قانون کی نظر میں سب برابر ہوں تب ہی کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے، ملک میں امن و امان قائم ہوسکتا ہے، ورنہ پھر ہلاکت و بربادی اس کا مقدر بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم کو اور ہمارے ملک کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ہر قسم کی آفت و مصیبت سے بچائے۔ آمین

خورشید عالم داؤد قاسمی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کے چند نمونے

شجاعت و بہادری ایسی قابل ستائش اور لائق تعریف صفت ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اس صفت سے متصف ہو۔ یہ صفت ایک آدمی کے جسمانی طور پر قوی و طاقتور ہونے پر منحصر نہیں ہے، بلکہ یہ صفت قلب و جگر کی مضبوطی پر موقوف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری اور دلیری کے متعدد ایسے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی بہادر، شجاع اور دلیر انسان تھے۔ مشرکین سر پر کھڑے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں آرام و سکون سے ہیں۔ رات میں کوئی ڈراؤنی آواز آتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا اس کا پیچھا کرنے چل دیتے ہیں۔ جب جنگ کے شعلے بھڑکتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف میں دشمنوں سے مقابلہ کے لئے حاضر ہیں۔ آپ "**انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب**" کا نعرہ بلند کرکے، دشمنوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے فرار ہونے والے نہیں ہیں، بلکہ ڈٹ کر دشمنوں سے لڑنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کے چند نمونے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے، تو مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری پر سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا۔ اس انعام کی حرص و طمع میں بہت سے مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں سرگرداں اور حیران تھے۔ ہر ممکنہ سمتوں میں تلاش کرتے کرتے، وہ لوگ غار ثور تک پہنچ گئے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پناہ لئے ہوئے تھے۔ ان مشرکین کے قدم، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دکھائی دے رہے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے گویا ہوئے کہ اگر ان مشرکین میں سے کوئی اپنے پاؤں کے نیچے دیکھے گا، تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خدشہ کو سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاعت و بہادری کا اظہار کچھ اس طرح کیا کہ اے ابوبکر! ان دونوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے؟ سوالیہ انداز میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تشفی بخش جواب، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خوف و ہراس کو ختم کرنے اور تسلی دینے کے لئے کافی تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی منظرکشی یوں کرتے ہیں: جب ہم غار (ثور) میں تھے، تو مشرکوں کے پاؤں کو دیکھا کہ وہ ہمارے سروں پر چڑھ آئے تھے، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لے، تو یقینی طور پر ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، اے ابوبکر! ان دونوں کے بارے میں آپ کا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟ (صحیح مسلم عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ: ۲۳۸۱)

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی منظرکشی قرآن کریم میں یوں کی ہے:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ

هِيَ الْعُلْيَا۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔
(التوبہ:۴۰)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فکر تھی کہ جان سے زیادہ محبوب جس کے لئے سب کچھ فدا کر چکے ہیں دشمنوں کو نظر نہ پڑ جائیں۔ گھبرا کے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو ہم کو دیکھ پائیں گے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک خاص قسم کی کیفیت، سکون و اطمینان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قلب مقدس پر نازل فرمائی اور فرشتوں کی فوج سے حفاظت و تائید کی۔ یہ اسی تائید غیبی کا کرشمہ تھا کہ مکڑی کا جالا جسے ابن البیوت بتلایا ہے، بڑے بڑے مضبوط و مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ بن گیا۔ (تفسیر عثمانی)

غزوۂ ذات الرقاع سے واپسی کے موقع پر، ایک دیہاتی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد و یقین، صبر و اطمینان، شجاعت و بہادری اور توکل علی اللہ کے حوالے سے نہایت ہی ایمان افروز اور سبق آموز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے علاقہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جہاد کے لئے گئے۔ جب لوٹ کر آرہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثیر خاردار درختوں کی وادی سے گزر رہے تھے کہ قیلولہ کا وقت ہوگیا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ اُسی مقام پر رک گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درختوں کے سائے میں منتشر ہوکر تھوڑی دیر کے لئے آرام فرمانے لگے۔ تلوار کو درخت پر لٹکا کر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیکر کے درخت کے نیچے قیلولہ کے لئے لیٹ گئے۔ اچانک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پکار رہے ہیں۔ جب صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو دیکھا کہ ماجرا ہی کچھ اور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک دیہاتی (غورث بن الحارث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار جو درخت پر لٹکی تھی کو میان سے باہر نکالتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے کہ تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے جواب دیا کہ اللہ۔ اس کے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو بغیر کسی سزا اور انتقام کے رہا فرمادیا۔ (صحیح البخاری عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما: ۴۱۳۵)

ایک خون کا پیاسا دشمن برہنہ تلوار ہاتھ میں لئے سامنے کھڑا ہے، اس خطرناک حالت کے باوجود ذرّہ برابر خوف و ہراس اور گھبراہٹ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے ظاہر نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی اطمینان و سکون کے ساتھ جواب دیا۔ وہ دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ کے رعب، صبر و استقلال اور شجاعت و بہادری سے مرعوب وخائف ہوکر لرزنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گرگئی۔ یہ واقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری اور اعتماد و توکل علی اللہ کا بہترین نمونہ ہے۔ پھر اس دیہاتی سے انتقام نہ لینا، اس کو معاف کردینا اور بغیر کسی سزا دیے رہا کردینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفوودرگزر کی اعلیٰ مثال ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (پھر آپ کی بہادری کی مثال بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں) کہ ایک بار اہالیان مدینہ منورہ رات میں (کسی آواز کی وجہ سے) گھبرا گئے۔ جدھر سے آواز آرہی تھی، لوگ اس طرف چل پڑے۔ (یہ بہادری کی بات تھی کہ بغیر کسی کو ساتھ لئے، گردن میں تلوار لٹکائے تنہا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے پہلے اس آواز کی سمت میں جاچکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں سے (لوٹتے ہوئے) ملاقات ہوئی، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: مت گھبراؤ، مت گھبراؤ!

(اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف سے دیکھ کر آ چکے تھے، ادھر کچھ بھی نہیں تھا۔(صحیح البخاری:۶۰۳۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے اور ایک قوم کا دوسری قوم سے مقابلہ ہوتا، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب دشمن سے نہیں ہوتا۔ (مسند الامام احمد بن حنبل: ۱۳۴۷، السنن الکبریٰ للنسائی:۸۵۸۵)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی فوجی دستہ سے آمنا سامنا ہوتا، تو حملہ کرنے والوں میں آپ اوّل نمبر پر ہوتے۔(اخلاق النبی وآدابہ:۳۲۷/۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بدر کے دن، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں مشرکین سے اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی سخت اور شدت کی جنگ کی اور کوئی بھی شخص آپ سے زیادہ قریب مشرکین سے نہیں تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد:۴۶/۷)

غزوۂ حنین کے دن، جب مسلمانوں نے میدان چھوڑ دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا میدان میں جمے رہے اور دشمنوں کو للکارتے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جنگ) حنین کے دن موجود تھا۔ میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے، ہم آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ فروۃ بن نفاثۃ جذامی نے آپ کو وہ خچر ہدیہ کیا تھا۔ جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان مقابلہ ہوا، تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پھر سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑ مارنا شروع کیا (تاکہ وہ دوڑے) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کا لگام پکڑ کر، اسے تیز دوڑنے سے روک رہا تھا۔ ابوسفیان آپ کی رکاب تھامے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباس! آپ اصحاب سمرۃ (وہ صحابہ کرام جنہوں نے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی تھی) کو آواز دیجئے! حضرت عباس فرماتے ہیں کہ وہ بلند آواز آدمی تھے، چنانچہ انہوں نے بلند آواز سے پکارا: اصحاب سمرۃ کہاں ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا جب انہوں نے میری آواز سنی، تو وہ اس طرح پلٹے جیسا کہ گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے۔ پھر انہوں نے یالبیک، یالبیک کہہ کر جواب دیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے کافروں سے جنگ کی۔ انہوں نے انصار کو بھی بلایا، انہوں نے کہا: اے انصار کی جماعت! اے انصاری کی جماعت! پھر بنو حارث بن خزرج کو بھی بلایا۔ انہوں نے کہا: اے بنوحارث بن خزرج! اے بنوحارث بن خزرج! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے، جب کہ آپ اپنے خچر پر سوار تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ابھی لڑائی سخت ہے اور جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں اٹھائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کفار کی سمت پھینکا۔ پھر فرمایا: محمد کے رب کی قسم! وہ سب شکست کھا گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ جنگ جاری ہے، جو میں نے دیکھا۔ پھر کہتے ہیں: بخدا! انہوں نے کنکریاں ان کی طرف پھینکی، چنانچہ ان کا زور ٹوٹ گیا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

(صحیح مسلم:۱۷۷۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس طرح کے واقعات یہاں پیش کئے گئے ہیں، اس طرح اور بھی واقعات ہیں۔ ان واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بہادر اور شجاع انسان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح کا ڈر وخوف محسوس نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع سے اپنی شجاعت و بہادری اور دلیری کے ایسے نمونے پیش کئے کہ کوئی بھی حقیقت پسند شخص، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کا انکار نہیں کرسکتا۔

○○○

مفتی محمد ظہیر صادق حسامی

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت

چمکتا دمکتا، تابناک چہرہ، خوبصورت ساخت، نہ تو ندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی، جمال جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر، سفید و سیاہ اور سرگیں آنکھیں، سرگیں اور لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، باریک اور باہم ملے ہوئے ابرو، چمک دار بل کھاتے کالے بال، خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں تو پرکشش، دور سے دیکھنے میں سب سے تابناک و پر جمال، قریب سے سب سے خوبصورت اور شیریں، گفتگو میں چاشنی، بات واضح اور دوٹوک، نہ مختصر نہ فضول، نہ ترش رو اور نہ لغو گو، انداز ایسا کہ لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں، درمیانہ قد، نہ ناٹا کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبا کہ ناگوار لگے، ہلکے اور پیارے رخسار، گورا گلابی رنگ، جوڑوں اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک ہلکی سی لکیر، بقیہ جسم مبارک بالوں سے خالی، گھنی ریشِ مبارک، کشادہ پیشانی، اونچی ستواں خوبصورت ناک، سینۂ مبارک مسطح اور کشادہ، کلائیاں بڑی بڑی اور ہتھیلیاں کشادہ، ہتھیلی اور پاؤں پُر گوشت، دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت (الرحیق المختوم، ص:۷۵۱)

یہ کائنات کی اس عظیم ہستی کا حلیۂ مبارک ہے، جن کے صدقے اور طفیل میں آج ساری دنیا آباد و شاداب ہے، تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر دلنشیں کو اللہ رب العزت نے ایسا حسین بنایا کہ ہر دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی حلاوتوں میں کھوجاتا تھا۔ (ترمذی:۱/۳۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب سے زیادہ حسین و خوبصورت تھا۔ (مسلم:۲/۵۰۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بھاری بھاری تھیں، جب آپ چلتے تو قدرے جھک کر چلتے گویا کسی ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی:۴/۳۰۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ آپ کا دہن مبارک کشادہ تھا اور آنکھیں ہلکی سرخی لئے ہوئے اور ایڑیاں باریک تھیں۔ (مسلم: ۲/۲۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں، رنگ چمکدار تھا، نہ خالص سفید اور نہ گندم گوں۔ (مسلم:۲/۲۵۹) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ آپ درمیانی پیکر حسن کے مالک تھے، دونوں کندھوں کے درمیان دوری تھی، اور میں نے کبھی کوئی چیز آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھی۔ (بخاری:۱/۵۰۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے ایک بار چاندنی رات میں آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا، اور کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کو دیکھتا، یقیناً آپ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھے۔ (مشکوۃ: ۲/۵۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی ایسا لگتا تھا کہ سورج آپ کے چہرے میں رواں دواں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۴/۳۰۶) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو چہرہ مبارک دمک اٹھتا، گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ (بخاری:۲/۵۰۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ آپ کے سامنے کے دو دانتوں کے درمیان خلا تھا، جب آپ گفتگو فرماتے تو ان دانتوں کے درمیان سے ایک نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ (مشکوۃ:۲/۵۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کی ہتھیلی بہت نرم تھی، اور میں نے کوئی عنبر یا مشک یا کوئی اور خوشبو ایسی نہیں سونگھی جو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے بہتر ہو۔(بخاری:۵۰۳/۱) حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ میں سب سے زیادہ عمدہ خوشبو تھی۔(مسلم:۲/۲۵۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: کہ جب آپ کسی راستے سے گزرتے تو پورا راستہ خوشبو سے مہک اٹھتا تھا، اور اس راستے سے کوئی دوسرا گذرتا تو وہ جان لیتا تھا کہ آپ یہاں سے گذرے ہیں۔(مشکوٰۃ:۲/۵۱۷)

اللہ کے حبیب، سرور کونین، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ لب کشائی کرنا، آپ کے متعلق کچھ لکھنا، پڑھنا اور کچھ بولنا نہایت نیک بختی کی علامت ہے، بلاشبہ آپ کے ذکر سے قلم میں روانی آتی ہے تو دماغ روشن ہوتا ہے، دل کو تازگی ملتی ہے تو زبان کو قوت ملتی ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہیں تو صحابہ اور سب کے پیارے ہیں، آمنہ کے جگر پارے ہیں تو دائی حلیمہ کے دلارے ہیں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی اس عظیم و بے مثال ہستی کا نام ہے جن کے طفیل جہاں اور اہل جہاں کا وجود ہے۔

یقیناً آپ کی تعلیمات سے کرۂ ارض کا چپہ چپہ گوشہ گوشہ اسلام کی تابانیوں سے روشن ہوا، کفر وظلمت کے بادل چھٹے اور اجالا ہوا، بیمار و بیزار دل شفایاب ہوئے اور مرجھائی ہوئی روحوں میں بالیدگی پیدا ہوئی، ویرانے لہلہا اٹھے اور آبادیاں باغ و بہار بن گئیں، آپ کی اعلیٰ اسلامی تعلیمات نے انسانیت کو سچی انسانیت کے بام عروج تک پہنچایا، وحشیوں کو تہذیب وتمدن سے آشنا کیا، سلیقہ مندی سے عاری وخالی انسانوں کو سلیقہ مندی سے بہرہ ور کیا، قتل وقتال کے خوگر عربوں کے درمیان اتحاد واتفاق، بھائی چارگی اور محبت و مودت قائم کیا، ضلالت وجہالت کی تاریکی کو ختم کیا، اور ہر طرف تدبر ودانائی، علم وحکمت، فہم وفراست زہد و پارسائی، کردار وعمل، اولوالعزمی و بلند خیالی، عزیمت واستقلال اور فضل وکمال کی فضاء قائم کی، آپ کے اخلاق حسنہ، آپ کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو کچھ قرآن میں ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تھے۔(السیرۃ النبویہ لابن اسحاق:۲/۲۰۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور اس عرصہ میں آپ نے نہ کبھی ڈانٹا، نہ کبھی مارا، اور نہ یہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا، اور نہ یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔(بخاری، ح/۶۰۳۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خاکسار، سب کے ساتھ مہربانیاں کرنے والے اور ہر چھوٹے بڑے سے نہایت محبت کرنے والے تھے، خود بھوکے رہتے، لیکن دوسروں کو کھلانے والے تھے۔(طبقات ابن سعد:۱/۱۳۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سادگی پسند مزاج کے حامل تھے، کھانے، پینے، اور اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے کسی بھی چیز میں تکلف کو پسند نہیں فرماتے تھے، جو سامنے حاضر ہو جاتا کھا لیتے، پہننے کے لئے جو بھی مل جاتا پہن لیتے تھے، زمین چٹائی، فرش جہاں بھی جگہ مل جاتی بیٹھ جایا کرتے تھے، عیش پسندی نہ اپنے لئے کبھی پسند فرمایا اور نہ مسلمانوں کے لئے۔(مسند احمد بن حنبل:۵/۲۷۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں زیادہ تر فاقے رہتے تھے اور کئی کئی دنوں تک رات کو کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ کبھی دو مہینوں تک لگاتار چولہا جلنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ محض چند کھجوروں پر گزارا ہوتا تھا، کبھی کوئی پڑوسی بکری کا دودھ بھیج دیتا تو پی لیتے تھے۔

(بخاری/ ح:۵۴۴۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے مدینہ کے زمانۂ قیام میں کبھی دو وقت سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔(مسلم شریف/ ح:۲۹۷۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے اور اہل خانہ سے اجازت طلب کرتے دروازہ کے بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے تاکہ گھر کے اندر نظر نہ پڑے۔(ابوداؤد/ ح:۵۱۸۶)

آپ کے گفتگو کرنے کا انداز بہت

پیارا اور شیریں ہوتا تھا اور کسی سے بھی بات چیت کرتے تو ٹھہر ٹھہر کر کرتے، گفتگو کے الفاظ نہایت صاف ہوتے تھے۔

(ابوداؤد/ ح:۴۸۳۸)

دورانِ گفتگو کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے، بات چیت کے دوران اگر کوئی بات ناپسند ہوتی تو اس کو ٹال دیا کرتے تھے اور اکثر و بیشتر خاموشی اختیار فرماتے تھے۔

(مسند احمد:۵/ ۸۶)

بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے اور اگر دوران گفتگو ہنسی آتی تو آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔(مسلم/ ح:۸۹۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسم کسی کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی کو پسند نہیں فرماتے تھے، یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ جو لوگ لاپرواہی برتتے تھے اس کو بھی آپ گوارا نہیں فرماتے تھے۔ (مسند البزار:۴۱۲/۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوموں کی فریاد سنتے اور انصاف کر کے ان کا حق دلاتے، کمزوروں پر رحم و کرم کا معاملہ فرماتے، بے کسوں کا سہارا بنتے اور مقروضوں کا قرض بھی ادا کرتے تھے۔ (بخاری/ ح:۲۲۹۸) سچائی آپ کی بہترین صفتوں میں سے ایک عمدہ صفت تھی، یہاں تک کہ دشمن بھی اس کا اقرار کرتے تھے، ابوجہل نے ایک موقع پر کہا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھوٹا قرار نہیں دے سکتے۔

(ترمذی/ ح:۳۰۶۴)

ایک بار آپ نے کسی سے ایک پیالہ عاریۃً لیا، اتفاق سے وہ پیالہ کھو گیا تو آپ نے اس کا تاوان (قیمت) ادا کیا۔

(ترمذی/ ح:۱۶۰۰)

مہمان نوازی کی صفت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان نوازی کی عمدہ اور اعلیٰ صفات کے حامل تھے، یہی وجہ تھی کہ مسلمان کے علاوہ مشرک و کافر بھی آپ کے مہمان ہوتے تھے، جن کی آپ خود سے مہمان نوازی فرماتے تھے، ایک مرتبہ ایک کافر آپ کا مہمان بنا تو آپ نے بکری کے دودھ سے اس کی مہمان نوازی فرمائی یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی لیا اور آپ اس کو پلاتے رہے، آپ صرف میزبانی ہی نہیں فرماتے بلکہ ان کی اچھی خبر گیری بھی رکھتے تھے، یہاں تک کہ راتوں میں اٹھ کر ان کی دیکھ ریکھ کرتے تھے۔(بخاری/ ح:۵۳۹۷)

عیادت کی صفت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے۔ بلکہ ان کی عیادت کر کے ان کو تسلی دیتے تھے، یہاں تک کہ اپنے دشمن اور ایک کافر کی عیادت کے لئے بھی جایا کرتے تھے، خطاکاروں کے ساتھ عفو و درگذر کا معاملہ فرماتے اور دشمنوں کے حق میں دعا فرماتے تھے۔(رحمت عالم/ص:۱۸۳)

اس کے علاوہ گھر کے کام وغیرہ خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے تھے، اپنے پھٹے ہوئے کپڑے خود ہی سی لیتے تھے، اپنے پھٹے ہوئے جوتے خود ہی ٹھیک کر لیتے تھے اور بکری کا دودھ بھی خود ہی دوہ لیتے تھے۔(ترمذی/ ح:۳۴۱)

اللہ سے تعلق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک اللہ کی یاد سے ہمیشہ سرشار رہتا تھا، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت اللہ کی رضاء و خوشنودی کی جستجو میں رہتے تھے اور دل و زبان پر اللہ کی یاد جاری رہتی تھی۔(بخاری/ ح:۳۰۵)

عبادات میں اشتغال

آپ صحابہ کی مجلس میں ہوں یا ازواج مطہرات کے ساتھ حجروں میں تشریف فرما ہوں، جب اذان کی آواز آتی تو فوراً کھڑے ہوجاتے اور مسجد کی طرف رخ فرماتے، رات کا ایک بڑا حصہ اللہ کی یاد اور عبادات میں بسر فرماتے تھے، اور کبھی ایسا ہوتا کہ پوری پوری رات نماز میں مشغول رہتے اور بڑی بڑی سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے جس کی وجہ سے پائے مبارک میں ورم پڑ جاتا تھا۔(مسلم: ۲/۲۸۲۰) ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوران نماز دیکھا کہ آپ کی آنکھیں اشک بار ہیں اور روتے روتے اس قدر ہچکیاں بندھ گئیں تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چکی چل رہی ہے یا کوئی ہانڈی ابل رہی ہے۔(مسند احمد بن حنبل:۴/۲۵) الغرض نبی

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فصاحت وبلاغت میں سب سے ممتاز تھے، آپ طبیعت کی روانی کے نکھار، فقروں کی جزالت، معانی کی صحت، اور تکلف کی دوری کے ساتھ ساتھ جوامع الکلم (جامع باتوں) سے نوازے گئے تھے، چنانچہ آپ عرب کے ہر قبیلے سے اس کی زبان اور محاوروں میں گفتگو فرمایا کرتے تھے، آپ کے اندر بدویوں کا زور بیاں، قوتِ تخاطب، الفاظ کی (شستگی) اور کلام کی (شگفتگی) اور شائستگی جمع تھی، بردباری قوتِ برداشت اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متصف تھے، جن کے ذریعہ اللہ رب العزت نے آپ کی تربیت کی تھی، آپ نے اپنے نفس کے لئے کبھی کسی سے انتقال نہیں لیا، آپ سب سے بڑھ کر غیظ وغضب سے دور رہنے والے تھے، جود وکرم کا وصف ایسا تھا جس کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ سے کوئی چیز مانگی گئی ہوگی اور آپ نے انکار کردیا ہو، شجاعت و بہادری اور دلیری میں بھی آپ سب سے ممتاز تھے، نہایت مشکل مواقع پر ایسے وقت جب کہ اچھے اچھے جانباز سپاہیوں کے پائے ثبات اُکھڑ جاتے، آپ وہاں چٹان کی طرح جمے رہتے، آپ سب سے حیادار پست نگاہ تھے، اپنی نظریں کسی کے چہرے پر گاڑتے نہیں تھے، آپ سب سے زیادہ عادل، پاکدامن، صادق اللہجہ اور عظیم الامانۃ تھے، آپ سب سے زیادہ متواضع تھے جس طرح بادشاہوں کے خدام ان کی تعظیم و تکریم اور خدمت کے لئے کھڑے رہتے ہیں، اس طرح اپنے لئے کھڑے ہونے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع فرماتے تھے، مسکینوں کی عیادت فرماتے تھے، فقراء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور صحابہ کرام کے درمیان بغیر امتیاز کے ایک عام آدمی کی طرح بیٹھتے تھے، آپ سب سے بڑھ کر عہد کی پابندی اور صلہ رحمی فرماتے تھے، لوگوں سے شفقت و رحم و مروت سے پیش آتے تھے، آپ بد خلقی سے بہت دور رہتے، فحش گوئی نہ عادتاً تھی اور نہ تکلفاً، نہ کسی پر لعنت کرتے تھے، نہ بازار میں چیختے چلاتے تھے، برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا کرتے تھے، آپ خادم کا کام بھی خود کردیا کرتے تھے، کبھی اپنے خدام کو اُف نہیں کہا، اور نہ کسی کو حقیر سمجھتے تھے، آپ صاف گفتگو فرمایا کرتے تھے، فضول گوئی اور لایعنی باتوں سے بہت دور تھے، ہر قوم کے معزز آدمی کی تکریم کرتے تھے، اپنے اصحاب کی خبر گیری کرتے تھے اور لوگوں کے حالات بھی دریافت کرتے تھے، اور ہر حالت کے لئے مستعد رہتے تھے، حق سے کوتاہی نہیں کرتے تھے، جو لوگ آپ کے قریب تھے، وہ سب سے اچھے تھے اور ان میں بھی وہ سب سے اچھا تھا، جو سب سے بڑھ کر خیر خواہی کی صفت رکھتا ہو، اور آپ کے نزدیک اس کی بڑی قدر و منزلت تھی جو سب سے اچھا غمگسار اور مددگار ہو، آپ کے چہرۂ انور پر ہمیشہ بشاشت رہتی تھی، بلاشبہ آپ بے نظیر صفات کمال و جمال سے آراستہ تھے، رب کریم نے آپ کو بے حد ادب و اخلاق سے نوازا تھا، اللہ نے آپ کی تعریف و تحسین میں یوں بیان فرمایا ہے۔ **وانک لعلی خلق عظیم۔** (القلم:۴) یقیناً آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔ (الرحیق المختوم، ص:۷۵۷، ۷۶۴)

اللہ تمام مسلمانوں کو بھی عظیم اخلاق و کردار سے بہرہ ور فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بھٹکل کے قارئین حضرات توجہ فرمائیں

مدرسہ ضیاء العلوم کے سفیر جناب حافظ رئیس احمد صاحب بھٹکل کے سفر پر ہیں۔ ان کا قیام بھٹکل میں ۶ تا ۱۴ جنوری ۲۰۲۲ء تک رہے گا۔ قارئین رضوان سے گزارش ہے کہ جو رقم جمع کرنا چاہیں وہ ان کو رقم دے کر رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ موبائل نمبر: 9026905314

مولانا محمد عبدالحفیظ اسلامی

ملک کی آزادی میں مسلمانوں کا عظیم کردار! لیکن ثمرات سے محرومی

ہندوستان میں آزادی کا 75واں جشن منایا جارہاہے لیکن حقیقی معنی میں خوشی و شادمانی اُس وقت جائز ہوتی، جب اس کے ہرشہری کوآزادی کے ثمرات مساوی طور پر ملتے بخلاف اس کے، آزادی کا ثمرہ اگرعوام کے کسی ایک خاص طبقہ کی حد تک محدود ہوجائے اور دیگرطبقات کواس سے محروم رکھا جائے تو یہ سراسر ناانصافی، برادران وطن کی حق تلفی، انسانیت وشرافت سے فراراورایک مہذب سوسائٹی کے لئے بدنماداغ ہے۔

اس ملک میں یہاں کے رہنے والے اکثریتی طبقے کے لوگ پچھلے 5 سالوں سے آزادی کی نعمتوں سے لطف اندوز ہورہے ہیں، اور برسراقتدار لوگوں نے بھی انہیں جانبداری سے کام لیتے ہوئے خوب نوازتے رہے، اگرکوئی برادری اس ملک کی آزادی اوراس کے ذریعہ حاصل ہونے والے ثمرات سے محروم ہے توصرف مسلمان ہیں۔سوال یہ ہے کہ ہمارا ملک اس وقت 75واں جشن آزادی منارہا ہے، کیا یہ اس کا مستحق بھی ہے؟ جب کہ اس ملک کی ایک بڑی اقلیت آزادی کے ثمرات سے یکسرمحروم کرکے رکھ دی گئی ہے؟ کیا ہمارے ارباب اقتدار نے اس جانب کبھی توجہ دی؟

پچھلے سات دہائیوں سے مسلمانوں کی جوحالت تھی، آج کے ہندوستان میں ان کی جوحالت بنا کررکھ دی گئی ہے اگراس کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کو مسلسل تنزل کی طرف ڈھکیلا جاتا رہاہے۔

آزاد ہند کا (محروم مسلمان) ہرشہری یہاں کے ہرباضمیراوراس کے دستور پریقین رکھنے والے انصاف پسند آدمی سے یہ سوال کرنا کہ کیا مسلمانوں نے اس ملک کی کوئی خدمت ہی نہیں کی؟ کیا مسلمانوں نے اس ملک کوآزادی دلانے کے لئے اپنے خون کی قربانی پیش نہیں کی؟ کیا مسلم قائدین وعوام نے لاکھوں کی تعداد میں آزادی کی خاطر موت کو گلے نہیں لگایا؟

حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کی آزادی کے لئے سب سے پہلے کسی میں احساس پیدا ہواتوصرف مسلمانوں میں ہوا، اگرکسی نے اس سلسلے میں پیش قدمی کی ہے تووہ مسلمان ہیں، اگرملک کی خاطرکسی نے جام شہادت نوش کیا ہےتوسب سے پہلے مسلمانوں نے ہی کیا۔

پھر آخر کیوں ہمارے ملک کے ارباب سیاست و دانشوران قوم ”مسلم جانثارانِ وطن“ کے کارناموں کواپنی زبان پر نہیں لاتے؟ اسی طرح کے کئی اورسوالات ہیں جو ہندوستان کی آزادی کے سلسلے میں سوالیہ نشان بن چکے ہیں۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کو آزادی دلانے کی جدوجہد میں سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے اپنا قدم بڑھایااوراس سلسلے میں سب سے پہلے اگرکسی کا خون اس سرزمین پر بہاہے،تووہ سراج الدولہ کا خون تھا۔ اس مردمجاہد نے انگریزوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کوروکنے کے لئے جدوجہد کی اور پلاسی کی مشہور جنگ میں انگریزوں کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی جان عزیزقربان کردی۔

مسلم مجاہدین آزادی، جن کی تعداد لاکھوں میں ہے، ملک کوآزادکرانے کے لئے اپنے سینوں کوانگریز فوجوں کے گنوں توپوں کے سامنے پیش کردیا۔

آج ٹیپوسلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام کوحرف غلط کی طرح مٹادیا گیاہے حالانکہ ۴؍مئی ۱۷۹۹ء کو ٹیپو نے سری لنکا پٹنم کے میدان جنگ میں ملک کی بقاء اور اس کی آزادی و سلامتی کے لئے انگریزوں کے خلاف لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور

اپنی زندگی میں کبھی بھی انگریزوں کو اس سرزمین پر جمنے نہیں دیا۔ انگریز ٹیپو سلطان ہی کو اپنی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ تصور کرتے تھے، جب ٹیپو سلطان شہید ہوئے تو انگریزوں نے اطمینان کی سانس لی اور کہا کہ آج ہندوستان ہمارا ہے۔

۱۸۰۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت قائم ہوتے ہی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اب ہمارا ملک غلام ہوگیا ہے اور فتویٰ دیا کہ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے جدوجہد کرنا بے حد ضروری ہے۔ اس طرح جہاد آزادی کا یہ سلسلہ ۱۸۱۸ء تک چلا جس کے بعد ایک اور تحریک چلائی گئی جس کی قیادت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے سارے ملک میں ۱۳سال تک مسلح جدوجہد کی اور سارے ہندوستان کا دورہ کرتے ہوئے انگریزوں کے خلاف بغاوت اور نفرت کا ماحول پیدا کردیا۔ آخرکار ۱۰/جنوری ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے میدان جنگ میں انگریزوں سے لڑتے ہوئے وہ شہید ہوگئے۔ ان کے معاون مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے بھی اسی میدان کارزار میں جام شہادت نوش کیا۔ ان ممتاز علماء کی شہادت کے باوجود مسلمانوں کے جذبہ جہاد آزادی میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ اور بھی زیادہ جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا۔

۱۸۵۷ء میں حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں شاملی کے میدان میں انگریزوں سے سخت مقابلہ ہوا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے مسلم قائدین اٹھتے رہے اور انگریزوں کے خلاف محاذ آرائی ہوتی رہی۔ چنانچہ انگریز اپنا حقیقی دشمن مسلمانوں کو ہی تصور کرنے لگے اور جہاں کہیں بھی مسلم وضع کے لوگ نظر آتے ان کو پکڑا جاتا اور پھانسی پر لٹکا دیا جاتا، اس طرح کئی لاکھ مسلمان تختۂ دار پر چڑھا دیئے گئے جن میں ایک چوتھائی تعداد علماء کرام کی تھی۔

۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت جمعیت العلماء جو پہلے ہی سے موجود تھی۔ اس نے ماضی کا شاندار ریکارڈ رکھتے ہوئے بھی نوزائدہ جماعت انڈین نیشنل کانگریس سے بھرپور تعاون کیا۔

اس کے بعد کئی اور مراحل آئے یعنی ترک موالات، عدم تعاون، سائمن کیشن کا بائیکاٹ، سیول نافرمانی وغیرہ۔ ۱۹۳۹ء میں جب دوسری جنگ عظیم کے لئے جبری طور پر بھرتی کی جانے لگی تو اس کی مخالفت میں بھی مسلمان پیش پیش رہے، ان کو گرفتار کرکے طرح طرح کی اذیتیں دی جانے لگیں، لیکن یہ مسلمانوں کی ہی جدوجہد رہی کہ دوسری جنگ عظیم میں متحدہ ہندوستان کے لوگوں کو قربانی کا بکرا بننے سے بڑی حد تک بچایا گیا۔ انڈین نیشنل کانگریس صرف نعرے لگاتی اور میمورنڈم پیش کرتی جب کہ عملی طور پر جدوجہد صرف مسلمان کرتے۔ اس طرح مسلمانوں کی جدوجہد اور قربانیوں کے باعث آزادی کی راہیں ہموار ہوتی گئیں۔

اس سلسلے میں اگر صرف کانگریس پارٹی کو ''آزادی'' دلانے والی پارٹی کہا جائے تو یہ تاریخ کے ساتھ مذاق اور عوام کو دھوکہ دینا ہے جیسا کہ عام طور پر مسلم دشمن صحافت کا رول رہا ہے۔ اس طرح کی دروغ گوئی میں ''مسلم لیبل'' کے ساتھ شائع ہونے والے بہت سے جرائد اور اخبارات بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ہندوستان کو آزاد کروانے میں صرف ہندوؤں نے اپنا رول ادا کیا ہے (سوائے ایک دو مسلمانوں کے) تو یہ سراسر ناانصافی اور صریحاً حقائق کو دفن کرنا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کانگریس عین موقع پر آکر آزادی کی جدوجہد میں کود پڑی اور مسلم قیادت سے اسے ''ہائی جیک'' کرلیا اور ''سہرا'' اپنے سر باندھ لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جنوبی افریقہ سے آنے والے وکیل ایم کے گاندھی کو جامع مسجد دہلی لے جاکر ''علی برادران'' نے عوام سے متعارف کروایا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان شروع سے ہی انگریز سامراج کے خلاف لڑتے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے ۸/اگست ۱۹۴۲ء کو اپنے بمبئی اجلاس میں قرارداد پاس کی کہ انگریز ہندوستان چھوڑ دیں۔

چنانچہ ہندوستان کی آزادی کی جنگ میں فرنگیوں کی تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا شرف بھی مسلمانوں ہی کو حاصل رہا۔

یہاں کے ارباب اقتدار و سیاست

نے آزادی کی نعمتوں اور ثمرات سے مسلم برادری کو یکسر محروم رکھا اور مسلمانوں پر ''چوٹ'' لگائی جاتی: ''سنبھل کے رہنا اس دیش کے چھپے ہوئے غداروں سے'' جس میں روئے سخن مسلمانوں کی طرف ہوتا ہے۔

اس ملک میں آزادی سے قبل ہی سے ہندومہا سبھا اور آریہ سماج جیسی مسلم دشمن تنظیمیں (جن کی ذریت آج آر ایس ایس، بی جے پی، بجرنگ دل، وشو ہندو پریشد اور نہ جانے اور کتنے ناموں سے کارکرد ہیں) مسلمانوں کے خلاف منظم سازشیں کرتی رہیں اور آج بھی ان کی وہی حکمت عملی جاری ہے۔ ان کے کرتا دھرتا یہی چاہتے ہیں کہ یہ ملک مکمل طور پر ہندو راشٹر میں تبدیل ہوجائے۔ ہندوستان کو تقسیم کرنے میں بھی اسی ذہن کی کارفرمائی رہی تاکہ ہندوراشٹر کا خواب پورا ہوسکے۔ اس نے کچھ ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ مسلمان ایک علاحدہ ریاست کا مطالبہ کریں اور تقسیم ہند کی ذمہ داری آسانی کے ساتھ مسلمانوں کے سر تھوپی جاسکے، حالانکہ مسلمان جب انگریزوں سے ملک کی آزادی کے لئے لڑ رہے تھے اس وقت ان کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ اپنا ملک عزیز ہندوستان کبھی تقسیم ہوگا۔ اسی ذہن نے نفرت کے بیج بوئے اور سارے ہندوستان میں منصوبہ بند طریقے سے فرقہ وارانہ فسادات کروائے۔ اسی نے شدھی سنگٹھن کی بنیاد رکھی اور بعد میں آر ایس ایس کا روپ دھار لیا جس نے میڈیا اور انتظامیہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا، آج پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا (گودی میڈیا) کے نام سے عیاں ہوچکی ہے۔

پچھلے پون صدی کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو ہر میدان میں کمزور کرنے اور ان کو پست کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتے رہے اور بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو کام کیا، وہ یہ کہ تعلیمی اداروں میں جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے، اس کو بدل ڈالا اور اس میں دروغ گوئی کی انتہا کردی۔ تاریخ کی کتابوں سے مسلم مجاہدین آزادی کے ناموں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا اور اس کی جگہ ہندو سورماؤں کے نام ٹھونس دیئے۔ اس سلسلے میں اترپردیش کی سنگھی سرکار کی موجودہ پالیسی یکے بعد دیگرے ہمارے سامنے آرہی ہے۔

علاوہ ازیں نونہالوں کے ذہن خراب کرنے کے لئے اسکولی نصاب میں بھی ایسی باتوں کو درج کروایا گیا جس کے پڑھنے کے بعد نئی نسل کو اس بات کا تاثر دیا جاسکے کہ مسلمانوں نے اس ملک پر بہت ظلم کیا وغیرہ وغیرہ۔ اُردو کو سارے ملک سے مٹانے کی کامیاب کوششیں کی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی یہ بھی پالیسی رہی کہ انہوں نے بھارتی تہذیب کے نام پر ہندو تہذیب کو پوری شدت کے ساتھ عوام کے سامنے لایا۔ اس سلسلے میں سرکاری محکمہ نشر واشاعت کو ناجائز طور پر استعمال کرتے ہوئے ریڈیو، ٹی وی اور دیگر ذرائع ابلاغ کا خوب استحصال کیا۔

آزادی کے ان ۷۵ سالوں میں صرف اتنا ہی نہیں ہوا بلکہ مسلمانوں کو معاشی اعتبار سے کمزور کرنے کے لئے ان کے کاروباری ادارہ جات اور دوکانات کو نذر آتش کیا گیا اور دوسری جانب ملازمت کے لئے سرکاری محکمہ جات وادارہ جات کے دروازے ان پر بند کردیئے گئے۔ آج یہ حالات ہوگئی ہے کہ مسلمانوں کا سرکاری ملازمتوں میں تناسب گھٹتے گھٹتے صرف دو فیصد رہ گیا ہے جس میں صرف نچلے درجے کی ملازمتیں شامل ہیں۔ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں مسلمانوں کی تعداد معدوم ہوگئی۔ مختصر یہ کہ آزادی اس وقت تک حقیقی خوشی وشادمانی کا پیغام پیش نہیں کرسکتی جب تک کہ یہاں کے رہنے بسنے والوں کے ساتھ مساویانہ سلوک نہ کیا جائے۔ شاعر نے اس سلسلے میں اپنی بات یوں رکھی:

جب گلستاں کو خوں کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے ہماری ہی گردن کٹی

لہٰذا اس ملک پر جتنا حق کسی اور شہری کا ہے اتنا ہی ایک مسلمان کا بھی ہے جو کچھ فوائد کوئی اور شہری حاصل کررہا ہے مساویانہ طور پر مسلمانوں کو بھی ملنے چاہئیں، تب جاکر ہم سب یہ نعرہ لگانے میں حق بجانب ہوں گے کہ ''سب کا ساتھ سب کا وکاس'' ''سب کا وشواش۔''

ooo

نعیم جاوید، ڈائرکٹر ادارۂ شخصیت سازی ''ہدف''، سعودی عرب

انسانی زندگی میں ہار اور جیت یکساں پیمانے

سارے انسان حسنِ فطرت کے چمن زار کے خوش رنگ پھول

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اِنَّاخَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰئكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

(الحجرات:۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تا کہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اخبردار ہے۔

اس دنیا میں جتنے پھول ہیں اتنی ہی تازگی اور مہک انسانوں کے سبب ہے۔ ہر ایک شخص اپنی ذات کے چھپے خزانوں سے اس دنیا کو مالا مال کر رہا ہے۔ جیسے کمہار بڑے جتن سے اپنے چاک پر سجا کر مٹی سے شہکار برتن بناتا ہے ٹھیک اسی طرح ہم بھی اپنی ذات کو اس دنیا کے چاک پر رکھ کر سنوارتے ہیں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ہزاروں مسکراہٹوں کے دھنک رنگ کمانوں کی اوٹ نے نہ جانے کتنی روحوں کے ویران منظروں کو چھپا رکھا ہے۔ لیکن دنیا اس یقین پر قائم ہے کہ یہ دنیا حوصلہ مندوں کی دنیا ہے۔ دل والوں کا یہ قافلہ اپنی خوشی کے رنگ، ہنسی کے پھول اور پیار کی خوشبو کے سبب کڑی سی کڑی آزمائشوں کی گھڑیوں میں ہنستے گاتے بڑھتا رہا۔ حسن فطرت کے یہ معصوم بنجارے آج چاند ستاروں کی جبیں چوم چکے ہیں۔ زمین کے ماتھے پر اپنی خلائی مشین کا جھومر سجا آئے ہیں۔ تو کہیں دور کہکشانوں میں افشاں جمانے کی مہم جاری ہے۔

اگر انسان، حسنِ فطرت کا قیمتی موتی ہے۔ اور اس کی چمک دمک کو بچائے رکھنے میں پوری کائنات جٹی ہوئی ہے تو پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ آخر انسانوں میں دو کونسی تعمیری قوتیں ہیں جس میں زندگی کے راز چھپے ہوئے ہیں اور کہاں غارت گر قو میں چھپی اس کی گھات میں رہتی ہیں۔ جہاں اُس سے چوک ہو جاتی ہے اور وہ خود سے ہی اوجھل ہو جاتا ہے۔ وہ بھی ایسے چھپ جاتا ہے جیسے برفیلے پہاڑوں کی مہیب وادیوں میں کوئی ننھا سا بچہ۔ جہاں اُسے خود کا پتہ نہیں ملتا۔ حالات کے تابڑ توڑ حملوں میں اسے اپنی شخصیت کے رنگ پھیکے اور خوبی کھوٹ نظر آتی ہے۔ ایسے میں ہماری تلاش یہ ہوگی کہ زندگی کے سفر میں کہاں پھولوں کی وادیاں اور کہاں بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔ اس پس منظر میں آیئے آج ہم انسانی زندگی کی سب سے اہم نفسیاتی الجھن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ہے ''ہار'' اور ''جیت'' کی الجھن۔

جیت کے راز: ہم جانتے ہیں کہ کوئی ہار آخری نہیں ہوتی۔ ہار تو اصل میں کامیابی کی تمہید ہوتی ہے۔ یہ حیرت انگریز راز سب کے پاس ہوتا ہے لیکن پہلے پہل ہمیں سجھائی نہیں دیتا۔ ہار کا تازہ ترین غم اور شعلہ پوش اداسی کا کہرا سب منظروں کو دھواں دھواں کر دیتا ہے۔ جب کہ ناکامی ہی وہ یقینی منزل ہے جہاں سے دنیا جیت لینے کی راہیں نکلتی ہیں۔ آیئے ہم اور آپ مل کر جیت کے راز پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی محاذ پر ناکام ہوتے ہی ہم جن مراحل سے گذرتے ہیں ان میں چار اہم موڑ ہوتے ہیں۔ ۱۔انکار شکست۔

۲-خوف۔ ۳-برہمی۔ ۴-اداسی اور ۵-احساس محرومی۔

۱-انکار شکست

سب سے پہلے شکست کے غیر امکانی منظر میں گھرتے ہی ہم اس کو قبول نہیں کرتے کہ ہمیں شکست فاش ہوئی ہے۔ ہمارا ردّعمل ہوتا ہے کہ ''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔'' وجوہات کی نئی نئی تعبیریں ہم گھڑنے لگتے ہیں۔ جیسے انٹرویو میں فیل ہوتے ہی ہم کبھی ذات پات، زبان، علاقہ اور اپنے مذہب کو بیچ میں لے آتے ہیں۔ امتحان میں فیل ہوتے ہی پرچہ میں دھاندلی، ممتحن کی بے جا سختی، لاپرواہی اپنے پرچے کی گمشدگی کے احساس سے اپنے دل کو جلاتے ہیں۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ ان جرائم سے ہماری دنیا خالی ہے لیکن ایسے خدشات کی اصولی جانچ کروانا الگ چیز ہے اور ہوائی تصورات میں زندہ رہ کر اپنی شخصیت کو برباد کرنا اور ہی سرگرمی ہے۔ ایک دلچسپ سبب تو ہماری ذات میں چھپی توہمات کی پرانی حویلی ہے۔ جہاں خوفناک منفی تصورات کی بھٹکی ہوئی بلائیں جو دور کہیں تحت الشعور کے پاتال میں ہم نے پال رکھیں ہیں جہاں ہمارے بھٹکے ہوئے خیالات رہتے ہیں۔ وہاں سے ایک گمراہ کن وسوسہ ہمیں دہلا دیتا ہے۔ توہمات یوں دلیلیں ترتیب دیتے ہیں کہ فلاں دن، شخص، گھڑی، حرکت یا جانور (بلی، الو) کی نحوست کے سبب ناکامی ہوئی۔ یا کبھی ہم اپنی حماقت سے بیماریوں کو بلاوا بھیج کر اس کو نظر بد کا نام دیتے ہیں۔ کبھی کسی کے حسد کا فسانہ گھڑ کر بے سبب اپنی ذات میں الجھے رہتے ہیں۔ اپنی ناکامی پر یہ سوچنا کہ ضرور کسی دوسرے سبب سے ہوا ہے۔ اور اس سبب کی تلاش میں ہم اپنی خاصی توانائیاں ضائع کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ فوراً سے اس شکست کو مشروط انداز میں قبول کرلیں اور ایک بار لگی ٹھوکر سے بکھرے ہوئے وجود کو سمیٹ کر اٹھ کھڑے ہوں اور پھر کمر ہمت کس کر اپنے منصوبوں کی خبر لیں۔ مقابلوں اور مسابقت کی دنیا میں اقبال شکست، دراصل ناکامی کی امکانی خطرات میں گھرنے سے بچنے کی پہلی کڑی ہے اور پہلی جیت بھی:

یہ تجربہ بھی ہوا ہے بجھے چراغوں سے
کہ ہر اندھیرا ہمیں دیکھنا سکھاتا ہے

۲-خوف (کا قہر)

خوف زدہ چہرہ چاہے قائد کا ہو وہ جھوٹا اور ارادوں سے بزدل لگتا ہے۔ اس کے بے قابو جذبات ابال سے لوگوں کو ابکائی آتی ہے۔ خوف سے دل دہلا دینے والی دھک دھک پر جس کا قابو نہ ہو وہ اوروں کے دلوں پر کیا حکمرانی کرسکتا ہے۔ دلوں کی راجدھانی میں صرف یقین کے سکے چلتے ہیں۔ خوف کے کھوٹے سکے نہیں چلتے۔ جس شخص کو ڈر کی دیمک چاٹ رہی ہو اس عمارت میں کس کو پناہ مل سکتی ہے۔ دراصل یہ انا کی خودرو جھاڑ جھکار ہے خوف زدہ شخص انا کی دلدل کے سڑے ہوئے کیڑے کھا کر زندہ رہتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہم بڑی قیمت دے کر اس بدترین لعنت کو خریدتے ہیں۔ یہ ایک بدبو ہے۔ اور تو اور ''غصہ'' بھی خود اس کے خمیر سے اٹھا ہوا تعفن ہے۔ یہ بدبودار پانی آپ کی روح کے زمزم کے چشمے کو سڑا دیتا ہے۔ اس کو فوراً بند کریں۔ جب جب خوف کی ''دماغی ڈکاروں'' سی آوازیں جب روح میں گونجنے لگیں تو اس کو فوراً میوٹ کریں۔ یہ اندیشوں سے لرز کر کمزور کے وجود میں گھس پڑتا ہے۔ اپنے آپ سے خوف زدہ شخص سے بے جا توقع بھی بے کار ہے۔ اسے خوف، خاردار جھاڑیوں میں کھدیڑ دیتا ہے۔ جب ہم ذرا ہمت اکٹھی کرکے اپنی روح Inner sking کریں گے تو پتہ چلے گا کہ یہ دنیا اتنی خوف ناک نہیں بلکہ محبت بھری وادی ہے۔ جہاں پہنچتے ہی روح گنگنا اٹھتی ہے۔ اگر اپنی وادئ جاں کی خبر نہ لیں گے تو یہ خوف ہمارے متاع یقین کو مٹا دیتا ہے۔ کاہلی تو اس کا بہروپ ہے۔ زندگی کئی اختیارات عطا کرتی ہے اور

خوف صرف موت۔ پہلے ارادوں کی موت پھر شخصیت کی موت پھر عزت، ملت اور آخر کار نظریہ کی موت۔

خوف کو حوصلے کے ہاتھیوں سے روند دو

کسی بھی ناکامی پر ایک زنجیر ہمیں خوف کی پہننی پڑتی ہے۔ خوف سے ہمارا پورا وجود لرز اٹھتا ہے۔ شعور کی سطح پر زلزلوں کا احساس ہوتا ہے۔ تمناؤں کی ہری بھری زمین سرکنے لگتی ہے۔ شکست: ہمیں دہشت زدہ کر کے ہماری ساکھ ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اپنوں اور پرایوں کے طنز و طعنوں کے خوف ناک آتش فشاں دہانے کھل پڑتے ہیں۔ تصوراتی عزت کی بلندی سے ہم ٹوٹ کر پاش پاش ہو رہے ہوتے ہیں۔ زمین گھوم جاتی ہے۔ لفظ چھن جاتے ہیں۔ حوصلے کھو جاتے ہیں۔ دکھ کبھی وحشت کا روپ لے کر قیامت ڈھاتا ہے۔ کبھی آنسوؤں کا سیلاب صبر کے ساحل توڑ جاتا ہے۔ ایسے میں تسلی بھی اچھی نہیں لگتی۔ ڈھارس ٹھیس پہنچاتی ہے۔ ہونٹوں پر کپکپی، ہاتھوں میں لرزش اور آنکھوں میں ندامت کے بھنور اس قدر ٹوٹ پھوٹ مچاتے ہیں کہ خود کو سمیٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اپنی ذات پر بنایا ہوا یقین لرز اٹھتا ہے۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ بھول جاتے ہیں کہ ''اعتماد'' اپنی ذات کی ایک ایسی چوکی ہے جس پر باہر کا دشمن کبھی بھی حملہ نہیں کر سکتا۔ یہاں پر خود ہماری غفلت سے بارودی سرنگ بچھتی ہے۔ یہاں حملہ انجانے دشمن کا نہیں بلکہ اپنے ہی تصورات کے ترشے ہوئے دیو ہیکل پیکروں سے ہوتا ہے۔ جو ہمیں ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ باہر کا خوف اتنا شدید اور ہمہ گیر نہیں ہوتا اور اس سے نمٹنا آسان بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ باہر کا ڈر بالکل دوسرا ہوتا ہے۔ جیسے بلوائیوں کا خوف، لٹیروں کا دھڑکا، وہاں کا حملہ وغیرہ۔

خوف کا چھٹکارا اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ ہمیں شک کا خوانچہ ہاتھ میں تھما کر خوف کی گھنٹی ہاتھ میں دے کر گلی گلی گھماتا ہے۔ جب کہ ہم تو اس دنیا میں یقین کے مہمات کے امین و پیامبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

خوف سے کھائی روٹی غذا اور خون تو بن جاتی ہے لیکن زندگی کو مطلوب شخصیت یا کردار نہیں بنا سکتی۔ ہم اسی مقام پر رک کر خوف کے تمام بہروپ کو دیکھ لیتے ہیں تاکہ اس کریہہ جذبہ کا مقابلہ کیا جا سکے۔ کیسے خوف کا کھنکھجورا ہزار قدموں سے ہماری روح میں گھس سکتا ہے۔

خوف کے کانٹوں سے بھرا ذات کا جنگل

اُف! کتنے خوف۔ (۱) ناکامی کا خوف۔ (۲) رد کئے جانے کا۔ (۳) مذاق اڑائے جانے کا۔ (۴) (کوشش سے پہلے) ہار جانے کا۔ (۵) تنقید کئے جانے کا۔ (۶) بڑھتی عمر۔ (۷) گرتی صحت۔ (۸) گمنامی کا۔ (۹) سماجی رسوائی کا۔ (۱۰) انجانی بات اور کام کا۔ (۱۱) نامعلوم کا (جانے کیا ہو جائے) (۱۲) اجنبی سے ڈر۔ (۱۳) تقریر کا۔ (۱۴) قیمتی چیز اور شخصیت کے کھو جانے کا اور اس کے علاوہ صد ہزار خوف کے کانٹوں بھرے جنگل میں ہم رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ نفسیات کے ماہرین نے تقریباً ۵۰۰ سے زیادہ خوف کی فہرست مرتب کی ہے۔ اس کانٹوں بھرے جنگل میں پوری انسانیت غیر مہذب وحشی آدی واسیوں کی طرح برہنہ شعور گھومتی رہتی ہے۔

خوف زندگی کی گاڑی کا اندھا ڈرائیور ہے

خوف کی رہنمائی تو جیسے اندھے ڈرائیور پر یقین کر کے اس کے ساتھ سفر کرنا۔ اس کے برباد انجام پر خود ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ یہ آپ کو کھائی میں اتار دے گا۔ کیونکہ نہ اس کو رفتار پر قابو ہے۔ نہ گفتار پر گرفت اور نہ فیصلوں میں فراست۔ بنیادی طور پر خوف کا مزاج ردعمل کا ہوتا ہے۔ کسی امکانی چیلنج کو ذہن جب بے حد کڑا سمجھے تو ردعمل بھی اتنا ہی اکھڑا ہوا ہوگا۔ سفر اندازوں پر نہیں ہوتا، قیاس پر قدم نہیں اٹھتے، گمانوں پر گمراہی یقینی رہتی ہے۔

(باقی صفحہ......42......پر)

سید فاروق احمد سید علی، اورنگ آباد (دکن)

خدارا! اپنی اولاد کی فکر کیجیے...... کہیں دیر نہ ہو جائے
ارتداد: یوپی کا ٹارگیٹ مکمل، اب دیگر ریاستوں کی باری

محترم قارئین کرام: اس وقت مسلم لڑکیوں کا ہندو لڑکوں کے ساتھ ہو رہے ناجائز تعلقات اور ارتداد کی باتوں کا کافی تذکرہ چل رہا ہے۔ سوشل میڈیا اور اخبارات کے ذریعے مسلم لڑکیوں کا ہندو لڑکوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنا اور غیروں کی جانب سے پھنسائے جانے کے تعلق سے خبریں موصول ہو رہی ہیں جو کہ کافی تکلیف دہ امر ہے لیکن اچانک ارتداد کا یہ مسئلہ سرخیوں میں کیوں آ گیا ہے ہر کوئی اب فکرمند کیوں ہونے لگا ہے کیونکہ اس طرح کے معاملات اب یوپی اور بہار سے نکل کر ہماری ریاستوں تک آ پہنچے ہیں بات اب ہمارے شہروں تک پہنچ گئی ہے۔ اور یہ بات ہم سب کو پتہ ہے کہ جب سے ملک میں بھگوادھاریوں نے اقتدار کی باگ ڈور سنبھالی ہے تب سے گھر واپسی، لو جہاد، مسلمانوں کا ڈی این اے، ماب لنچنگ، گئو ہتیا، بچے دو ہی اچھے اور دیگر عنوانات کے تحت مسلمانوں کو نشانہ بنانے کا کام کافی زوروں پر ہو رہا ہے۔ اور یہ پوری پلاننگ کے ساتھ انجام بھی دیا جا رہا ہے۔ یوپی بہار میں مسلم لڑکیوں کی زندگیاں برباد کرنے کا کام ایک ٹارگیٹ طے کر کے منظم سازش کے تحت انجام دیا گیا ہے اور جو ہدف سنگھیوں نے طے کئے تھے اب وہ اس اعداد وشمار کے آگے نکل چکے ہیں۔ یعنی کہ ہماری بے حسی اور لاپرواہی اتنی بڑھ گئی ہے کہ ہم بجائے اس ارتداد کی لہر کو روکنے کے مزید اس دلدل میں دھنستے ہی جا رہے ہیں اور اب بھی خواب غفلت کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

بھولی بھالی ہندو قوم کو سنگھی یہ ذہن نشین کراتے ہیں کہ مسلمان لڑکے بھولی بھالی غیر مسلم لڑکیوں کو اپنے عشق کے جال میں پھنساتے ہیں اور ان سے شادی کے وعدے کر کے انہیں ہندوؤں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ کہیں کہیں تو شادی بھی کر کے اور ہماری بہن بیٹیوں کا ذہنی وجسمانی استحصال کر کے ان سے بچے پیدا کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس طرح ان مسلمانوں کا مقصد اپنی آبادی میں اضافہ کر کے ہندوستان میں مسلم حکومت قائم کرنا ہے۔ اس طرح سے ہندوؤں کی زندگی خطرے میں ہے۔ باہر کے لوگ ہم پر چھا رہے ہیں اور ہم سے ہمارا ملک چھیننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد یہ بھی ہے کہ ہماری بہن بیٹیوں کو جہاد کی ٹریننگ دے کر ہمارے خلاف بڑھکایا جائے اور وہ ہندو بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایسے کسی بھی خطرے سے ہوشیار رہیں اور اگر کہیں ایسا دیکھیں تو فوراً پولیس کو بتا کر بھارت ماتا کے سچے سپوت ہونے کا ثبوت دیں۔

دوستو! مختلف قسم کے ویڈیوز بنا کر ساتھ ہی کتابچے پمفلٹ، پوسٹر اور اسٹیکروں کے ذریعے بھی مسلمانوں کو بدنام کرنے اور ہندو مسلم جھگڑوں کو خوب پھیلایا جا رہا ہے جسے بڑے پیمانے پر فی الحال یوپی اور دیگر ریاستوں کے شہروں میں چوراہوں، فٹ پاتھوں، پارکوں اور اسکول کالجز میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جس میں ہندو بھائیوں اور بہنوں سے اپیل کی گئی ہے کہ...... جاگو ہندو جاگو...... لو جہاد سے سودھان...... اور مزید یہ کہا جا رہا ہے کہ مسلم لڑکے ہندو نام رکھ کر ہاتھ میں کلاوا باندھ کر ٹیکا لگا کر ہندو لڑکیوں کو جال میں پھنساتے ہیں۔ ان کا دھرم پرورتن (بدل) کر کے شادی کر کے بچے پیدا کرتے ہیں اور شریرک و مانسک سوشن (یعنی کہ جسمانی و ذہنی استحصال) کر کے انہیں چھوڑ دیتے ہیں اور مثالیں یہ دے رہے ہیں کہ سیف علی خان اور عامر خان نے ہندو لڑکیوں سے شادی کر کے بچے پیدا کر کے انہیں چھوڑ دیا ہے لہٰذا اپنے دھرم اور اپنی بہن، بیٹیوں کی رکشا (حفاظت) کے لئے سترک (مستعد)

رہیں یدی (اگر) آپ کے پاس کچھ ایسا لگے تو ہماری ہیلپ لائن سے سمپرک (رابطہ) کریں۔ اس کے بعد موبائل نمبر، ای میل اور فیس بک ایڈریس لکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اب تو ٹی وی کے مخصوص چینلوں پر اشتہارات کے علاوہ سیریلس اور فلمیں بھی مسلم لڑکی اور ہندو لڑکے کی کہانی بنائی اور بتائی جا رہی ہیں۔

ناظرین حال ہی میں ارتداد کے واقعات میں اتنی تیزی اور شدت آئی ہے کہ اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو مستقبل میں مسلمانوں کو انتہائی خطرناک اور تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

دنگائیوں اور بھگواداریوں کی ہمتیں اور حوصلہ اتنا بڑھ چکا ہے کہ وہ راہ چلتے یا سفر کے دوران مسلم دوشیزاؤں کو اغواء کر کے ان کے ساتھ کیا کچھ کیا جاتا ہے یہ سوچ کر بھی دل دہل جاتا ہے۔ اچھا ایسا نہیں ہے کہ صرف بھگوادھاری دنگائی ہندو مرد ہی یہ کام کرتے ہیں بلکہ بھگوائی عورتیں بھی اس میدان میں کافی ڈٹی ہوئی ہیں اور ان کے کارکن کالجز اور مارکیٹ میں گھوم کر مسلم خواتین سے ایک منظّم پلان کے تحت دوستی کرتے ہیں اور ایک مقررہ وقت پر اس دوستی کو انجام تک پہنچایا جاتا ہے اور اس طرح کے کام کرنے پر انہیں لاکھوں کروڑوں کے انعامات سے نوازا بھی جاتا ہے۔

ایک طرف تو یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے وہیں دوسری طرف ہم اور ہمارے سرپرست خواب خرگوش میں ہیں کہ ہماری بچیاں اسکول، کالجز اور ٹیوشن کلاسس جا رہی ہیں اور غلط فہمی کا شکار ہیں کہ ہماری بچیوں کی کسی بھی ہندو لڑکی یا لڑکے سے دوستی نہیں ہے اور بچیوں پر اتنا اطمینان اور بھروسہ ہے کہ ہماری بیٹیاں کسی غیر کی محبت میں گرفتار نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ان کے ساتھ بھاگ سکتی ہے۔

میرے عزیز و جیسا کہ میں نے آپ سے کہا کہ ۲۰۱۴ء کے بعد سے ہی انہوں نے اعلان کر دیا تھا اور ایک ٹارگیٹ طے کیا تھا کہ ہم یوپی اور بہار میں ایک ہدف کے تحت مسلم لڑکیوں کو نشانہ بنائیں گے اور انہیں اپنے ہندو لڑکوں کی ہوس کا نشانہ بنائیں گے۔ اس سلسلے میں میں آپ کو بتا دوں کہ وہ حد اور وہ ٹارگیٹ ان کا کب کا پار ہو چکا ہے اور اب یہ کھیل وہ صرف یوپی اور بہار میں نہیں بلکہ بنگال، مہاراشٹر، گجرات، جھارکھنڈ، اور لکھنؤ میں بھی کھیل رہے ہیں۔ جس سے بڑی تعداد میں مسلم لڑکیاں ارتداد کا شکار ہو رہی ہیں۔

میں یہ بات معافی کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بچے اور بچیوں کو مہنگے مہنگے موبائل اور ٹو وہیلر دلا کر یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہماری بیٹیاں بہت اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اس کی آڑ میں کونسا گھناؤنا کام انجام دے رہے ہیں خدا جانے یاد رہے کہ یہ بات میں سبھی کے تعلق سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ لیکن یہ سچ ہے کہ مسلم لڑکیوں کو ورغلا کر بہلا کر پھسلا کر ان کی عزتوں کو تار تار کیا جا رہا ہے۔

لیکن ہم بھی ہوش کے ناخن لینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور ایک بڑی تعداد مسلم لڑکیوں کی ارتداد کا شکار ہو رہی ہے۔ خدا کے لئے اپنی اولادوں کی فکر کیجئے۔ گھروں میں دینداری پیدا کیجئے۔ گھر گھر دین کی تعلیم اور اجتماعات کو فروغ دیجئے۔ سب سے پہلے یہ والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ خود نمازوں کی پابندی کے ساتھ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تاکہ جب وہ اپنی اولادوں کو پابند کریں تو ان کے لئے وہ مرحلہ تکلیف دہ نہ ہوں۔ اگر ہم نے جلد از جلد اس ارتداد کی لہر کو قابو میں نہیں کیا تو...... اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے...... ہماری مسلم مائیں بہنیں کافروں کو جنم دیں گی جو آگے چل کر ہمارے ہی خلاف صف آراء ہوں گی اور کفر کا دامن تھامے وہ بچے اسلام اور مسلمانوں کے لئے ناسور بن جائیں گے اور وہ دن دور نہیں ہوں گے جب ہم یہ سنیں کہ فلاں مسلم لڑکی کے بچے نے آج فلاں کی ماب لنچنگ کر دی۔ اور فلاں جگہ کسی کو موت کے گھاٹ اتار دیا...... ناظرین ہمارے پاس اب بھی وقت ہے کہ ہم اس آندھی کو روکنے کی مل کر کوشش کریں۔

اور اس کے ساتھ ہی میرے پیارو......

احتیاط کرو...... کیونکہ احتیاط علاج سے بہتر ہے...... یہ فرقہ پرست سنگھی لوگ نت نئے ہتکھنڈوں کے ساتھ آپ کو کسی نہ کسی طرح گھیرنے کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے کسی بھی لڑکی یا لڑکے کے کال آنے یا

فیس بک پر یا واٹس ایپ پر آئی ہوئی فیک آئی ڈیز یا کالس کو نظرانداز کریں۔ شیطان آپ کو ضرور بہکائے گا لیکن ان کے بہکاوے میں آنے کا نہیں...... بالکل بھی نہیں......اگر ایسے کالس آتے ہیں تو اس کی رپورٹ پولیس میں کروایئے پھر بھی کوئی کارروائی نہیں ہوتی ہے تو اس نمبر کو سوشل میڈیا پر اتنا پھیلادو کہ وہ پریشان ہوجائے...... کیونکر دوستو حالات مسلمانوں کے خلاف اتنے زیادہ خطرناک کردیئے جارہے ہیں کہ ہم ادھر ابھی سنبھل بھی نہیں پاتے ہیں کہ دوسرا مسئلہ یا فتنہ ہمارے لئے کھڑا ہوجاتا ہے۔ لہٰذا تمام ھتکنڈوں سے بچتے رہئے۔ والدین کو چاہئے کہ اپنی اولادیں شادی کی عمر کو پہنچ جائے تو ان کی فوراً شادی کردیں اور اس کے ساتھ ہی میں مسلم بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ شادی کے لئے پہلے وہ مسلم لڑکی کو ہی ترجیح دیں کیونکہ بہت ساری ہماری بہنیں بن بیاہی رشتہ کے انتظار میں بیٹھی ہیں لہٰذا آپ سے میں بہنوں اور بھائیوں سے ادباً گزارش کرتا ہوں کہ وہ مسلمان کو ہی ترجیح دیں تاکہ آپ کی دنیا بھی بہتر رہے اور آخرت بھی سنور جائے۔

چلئے قارئین کرام اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہماری اور ہماری نسلوں کی ہر سازشی ہتھکنڈوں، فتنوں اور شرارتوں سے حفاظت فرمائے، ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو ارتداد سے بچائے رکھے۔ اللہ آپ تمام کو مزید جاذب نظر، ہینڈسم، اسمارٹ اور خوبرو بنائے۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی اور نظر بد سے آپ تمام کی حفاظت فرماتے ہوئے ہم سب کا خاتم بالخیر کرے اور ساتھ ہی اللہ آپ تمام کو اپنی حفظ وامان میں رکھیں...... چلئے دوستو...... بولا چالا معاف...... زندگی باقی تو بات باقی......رہے نام اللہ کا......اللہ حافظ......والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ایوان فریدی گیسٹ ہاؤس

شہر رائے بریلی میں بہت سے ہوٹلس ومسافر خانے ذریعہ معاش کے لئے بنائے گئے ہیں لیکن کوئی مسافر خانہ ایسا نہیں تھا جو غریب اور کمزور مسلمانوں کا خیال کر کے بنایا گیا ہو، اس لئے ضرورت تھی ایک ایسے مسافر خانہ کی جو خالص مسلم آبادی میں ہو اور مسجد کے قریب ہو۔ اس کمی کو ایوان فریدی گیسٹ ہاؤس نے پورا کردیا ہے۔ لہٰذا ایک مرتبہ خدمت کا موقع ضرور دیں۔ تشریف لایئے ہم آپ کا انتظار کریں گے۔

علی میاں چوک (کھاروں کا اڈہ) رائے بریلی

Phone No. : 0535-2210019

ابواُرقم عبدالرحیم خرم عمری جامعی

دوسری قسط

بد دعا

طاقت وقوت اور نصرت الٰہی کا عظیم سرچشمہ

☆......رسول اللہ پر اوجھڑی ڈالنے والوں کے حق میں بددعا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور اس کے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے تھے، اور ایک دن پہلے ایک اونٹنی ذبح کی ہوئی تھی، ابوجہل نے کہا: تم میں سے کون اٹھ کر بنی فلاں کے محلے میں اونٹنی کے بچے والی جھلی (بچہ دانی) لائے گا اور محمد سجدے میں جائیں تو اس کو ان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دے گا؟ قوم کا سب سے بدبخت شخص عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور اس کو لے آیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اس نے وہ جھلی آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی، پھر وہ آپس میں خوب ہنسے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے، میں کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا، کاش اگر مجھے کچھ بھی تحفظ حاصل ہوتا تو میں اس جھلی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت سے اٹھا کر پھینک دیتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے، اپنا سر مبارک نہیں اٹھا رہے تھے، حتیٰ کہ ایک شخص نے جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی وہ آئیں حالانکہ اس وقت کم سن بچی تھیں، انہوں نے وہ جھلی اٹھا کر دور پھینک دی، پھر وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئیں انہیں سخت سست کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کی تو آپ نے ان کے خلاف بآواز بلند بددعا کی، آپ جب کوئی دعا کرتے تھے تو تین مرتبہ دہراتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مانگتے تو تین مرتبہ مانگتے، پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: **"اللهم عليك بقريش"** ''اے اللہ! قریش پر گرفت فرما۔'' جب قریش نے آپ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی جاتی رہی اور وہ آپ کی بددعا سے خوف زدہ ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بددعا فرمائی: **"اللهم عليك بابي جهل بن هشام و عتبة بن ربيعة، و شيبة بن ربيعة، والوليد بن عقبة، و امية بن خلف و عقبة بن ابي معيط۔"** ''اے اللہ ابوجہل بن ہشام پر گرفت فرما، اور عتبہ بن ربیعہ، اور شیبہ بن ربیعہ، اور ولید بن عقبہ اور امیہ بن خلف، اور عقبہ بن ابی معیط پر گرفت فرما۔ ساتویں شخص کا نام بھی لیا تھا لیکن وہ مجھے یاد نہیں۔ (سات آدمیوں پر بددعا کی ساتواں آدمی عمارہ بن ولید تھا) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ''اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق وصداقت کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا جن کا نام آپ نے لیا تھا میں نے بدر کے دن ان کو مقتول پڑے دیکھا، پھر ان سب کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں کی طرف لے جایا گیا اور انہیں اس میں ڈال دیا گیا۔ (بخاری: ۲۴۰ مسلم/۱۷۹۴/ نسائی: ۳۰۷/ مسند احمد: ۳۹۶۲)

ان شاء اللہ وہی رب العالمین انہیں انجام تک پہنچائے گا۔

☆......سراقہ بن مالک پر بددعا: یہ ہجرت مدینہ کا واقعہ ہے اہل مکہ نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گرفتاری پر انعام رکھا اور سراقہ بن مالک ابن جعشم ان دونوں کا پیچھا کیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا لیکن اس کے گھوڑے کے پیر تین مرتبہ زمین میں دھنس گئے اور وہ گر گیا اور سمجھا کہ محمد غالب آ کر رہیں گے۔ (یہ ایک طویل واقعہ ہے یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں) حضرت براء

بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کو آئے تو سراقہ بن مالک نے (مشرکوں کی طرف سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، وہ بولا آپ میرے لئے دعا کیجئے میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا کی تو اسے نجات ملی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے چرواہے کے قریب سے گزرے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پیالہ لیا اور تھوڑا سا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوہا اور لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا، یہاں تک کہ میں خوش ہوا۔

(مسلم:۵۲۳۹)

☆......قبیلہ مضر کے حق بددعا: قبیلہ مضر کفار کا یک ایسا قبیلہ تھا، جس کا ظلم وستم و خونریزی مشہور عام تھی، مسافرین پر ہمیشہ اس کا خوف طاری رہتا جس کی شکایت قبیلہ عبدالقیس کے خاندان ربیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی۔ سوائے حرمت والے مہینوں کے تمام مہینوں میں قبیلہ مضر کی لوٹ مار عام بات تھی اسی لئے مدینہ کی راہ میں سفر کرنے والے لوگ قبیلہ مضر کے خوف سے حرمت والے مہینے ہی میں سفر کرتے تھے ان کے ظلم وستم اور سخت دلی کے سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے ان الفاظ میں فجر کی نماز میں بددعا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک آخری رکعت کے رکوع سے اٹھاتے تو یوں فرماتے: **"اللهم انج الوليد بن الوليد، ولمة من هشام، و عياش بن ابی ربيعة، والمستضعفين بمكة، اللهم ادد وطاتك على مضر، اللهم اجعلها عليهم سنين كسني يوسف۔"** ''اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے دے لمہ بن ہشام کو نجات دے دے سلمہ بن ہشام کو نجات دے دے، اے اللہ مکہ کے بے بس و ناتواں مسلمانوں کو نجات دے دے، یا اللہ مضر کے کافروں کو سخت پکڑ۔ یا اللہ! ان کے سال یوسف علیہ السلام کے سال کردے۔''

(بخاری:۳۳۸۶،۸۰۴،۱۰۰۶ مسلم ابوداؤد/ نسائی جامع الاصول فی احادیث الرسول: ج:۵،ص:۳۸۷۔ح:۳۵۳۵)

☆...... واقعہ: (۵) قبیلہ رعل اور زکوان کے خلاف بددعا: ابومجلز نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت کیا، آپ رعل رذکوان کے خلاف بددعا فرماتے تھے اور کہتے تھے: عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

(مسلم:۱۵۵۴/ ۱۵۴۸/ ۱۵۴۷)

☆......جنگ احزاب (خندق) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا: غزوہ خندق جسے غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ ۵ ہجری میں پیش آئی، بنونضیر نے سارے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف متحد کرلیا، قبیلہ عطفان، بنی اسد اور ان کے حلیفوں کا ایک لشکر جرار جمع کرلیا جن کی تعداد دس ہزار تھی اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلے، جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے تین ہزار صحابہ کو لے کر خندق کھودنے کا آغاز کیا، اپنی مدت مقررہ پر خندق کھود لی گئی، مشرکین چاروں جانب سے مسلمانوں کو گھیرنے کی کوشش کی جنگ کا آغاز ہوا، دوبدو حملہ خندق کے سبب نہ ہوسکا لیکن تیراندازی کا سلسلہ جاری رہا اسی جنگ کی جدوجہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصر کی نماز چھوٹ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل پر بددعا کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مشرکین) کو یہ بددعا دی کہ: **"ملأ اللّٰه بيوتهم و قبورهم ناراً شعلونا عن الصلوٰة والوسطى حتى غابت الشمس۔"**

''اے اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، کہ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطی (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب سورج غروب ہو چکا تھا اور عصر کی نماز قضاء ہو چکی تھی۔'' (بخاری:۲۹۳۱)

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ ایک دن ایسی آندھی چلی کہ دشمنوں کے خیموں کی رسیاں اکھڑ گئیں، کھانے کی ہانڈیاں چولہوں پر الٹ جاتی تھیں، سردی میں ہوا کی اس تیز باڑھ نے بھی کفار کے دل کپکپا دیئے، قبائل کفار کے قدم لرزا گئے اور وہ سب منتشر ہو گئے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا اثر تھا۔ کیا ابھی بھی ہم اس شک میں رہیں گے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں قنوت نازلہ پڑھا جائے یا نہیں؟ مسلمانوں کے پاس اب سوائے رب تعالیٰ کی مدد کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ کی نصرت و مدد کے سامنے تمام تدابیر ہیچ ہیں۔

☆...... **پنج وقتہ نمازوں میں بددعا:** عوام الناس کو چاہیے کہ ابتلاء و آزمائش اور عدم تحفظ کے موقع پر پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کا اہتمام کریں۔ عموماً لوگ فجر اور عشاء ہی میں قنوت کا اہتمام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، اور بعض اہل علم کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تسلسل سے قنوت نازلہ پڑھنے کو ناپسند کرتے ہیں، انہیں ایسی باتوں سے باز رہنا چاہیے جس چیز کا جواز ہے اس کو تسلسل ہی سے اپنانا چاہیے چونکہ دعا ہماری ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: **"قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهر امتتابعا في الظهر و العصر والمغرب والعشاء و صلاة الصبح في دبر كل صلاةٍ، اذا قال سمع الله لمن حمده من الركعة الآخرة، يدعو على احياءٍ من بني سليم على رعل و ذكوان و عصية ويؤمن من خلفهٔ."** ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر میں ہر نماز کے بعد ایک ماہ تک مسلسل قنوت پڑھی، جب آخری رکعت میں **"سمع الله لمن حمده"** کہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلیم کے قبائل، رعل، ذکوان، اور عصیہ کے حق میں بددعا کرتے اور جو لوگ آپ کے پیچھے ہوتے آمین کہتے۔'' (ابوداؤد:۱۴۴۳)

☆...... **ظالموں و جابروں کا نام لے کر بددعا و لعنت کرنا:** سابقہ احادیث میں گزر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل اور بعض افراد کا نام لے کر ان پر بددعا کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی دعاؤں میں اور اپنی گفتگو میں ظالموں و جابروں کا نام لے کر بددعا و لعنت کی جا سکتی ہے یہاں ہم ایک اور حدیث بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ: ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما بخار میں مبتلا ہو گئے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ بخار میں مبتلا ہوئے تو یہ شعر پڑھتے تھے:

كل امرى مصبح فى اهله
والموت ادنى من شراك نعله

''ہر آدمی اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے، حالانکہ اس کی موت اس کی جوتی کے تسمے سے بھی قریب ہے'' اور بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو آپ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھتے:

"الا ليت شعرى هل ابيتن ليلة بواد و حولى اذخر و جليل و هل اردن يوماً مياه مجنة و هل يبدون لى شامة و طفيل." ''کاش میں ایک رات مکہ کی وادی میں گزار سکتا اور میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل (گھاس) ہوتیں۔ کاش! ایک دن میں مجنہ کے پانی پر پہنچتا اور کاش! میں شامہ اور طفیل (پہاڑوں) کو دیکھ سکتا۔ کہا کہ: **"اللهم العن شيبة بن ربيعة، و عتبة بن ربيعة، وامية بن خلف كما اخرجونا من ارضنا ارض الوباءِ."** ''اے میرے اللہ! شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف مردودوں پر لعنت کر۔ انہوں نے اپنے

وطن سے اس وباء کی زمین میں نکالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما، اور مدینہ کی آب وہوا ہمارے لئے صحت خیز کردے، یہاں کے بخار کو جحیفہ میں بھیج دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ وباء والی زمین تھی، انہوں نے کہا کہ مدینہ میں بطحان نامی ایک نالے سے ذرا ذرا بدمزہ اور بدبودار پانی بہا کرتا تھا۔ (بخاری:۱۸۸۹)

☆...... منافقین پر بددعا : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں جب رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: "ربنا ولك الحمد" یہ آخری رکعت کی بات تھی، پھر یہ بددعا کرنے لگے: "اللهم العن فلانا...... ''اے اللہ! تو فلاں پر لعنت کر......'' منافق لوگوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: "ليس لك من الامر شيء او يتوب عليهم او يعذبهم فانهم ظلمون۔" اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرلے یا عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔''

(مسند احمد: ۶۰/۱۷۶۰/۶۳۴۹)

رضوان کے سالانہ خریداروں سے گزارش

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ماہنامہ رضوان کی اشاعت خالص تبلیغی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ کوئی تجارتی کاروباری مفاد اس اشاعت میں پیش نظر نہیں ہے۔ چنانچہ ۴۰ صفحات کے اس رسالے کی قیمت انتہائی کم (فی شمارہ صرف تیس روپئے اور سالانہ خریداری -/300 روپے) ہے۔ ہمارے پیش نظر نفع بخش کاروبار نہیں بلکہ ہم اپنے وسائل میں رہتے ہوئے رضوان کے ذریعے بیش بہا مضامین شائع کرتے ہیں۔ اس ضمن میں رضوان کے سالانہ خریدار بھی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اگر تمام سالانہ خریدار اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے بروقت اپنی سالانہ رقوم ''ادارہ رضوان'' کو بھیج دیں تو وہ بھی ہماری ان تبلیغی کوششوں میں معاون ہوں گے۔

سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ مدت خریداری ختم ہونے پر زرسالانہ کی ترسیل میں جلدی فرمائیں۔ ہر ماہ سرخ نشان کے ذریعہ ان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور منی آڈر فارم بھی روانہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ یاد دہانی ہوسکے۔

یاد رکھئے! زرسالانہ کی بروقت عدم وصولی سے ادارے پر مالی بوجھ بڑھتا ہے اور پچھلے کچھ عرصے سے اس میں اضافہ ہی ہوا ہے لہٰذا سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ رضوان کی مدت خریداری ختم ہوتے ہی زرسالانہ کی ادائیگی کریں تاکہ ادارے پر مالی بوجھ نہ پڑے بصورت دیگر اگر آئندہ ''رضوان'' خریدنا نہیں چاہتے، تب بھی خط لکھ کر یا بذریعہ فون اس بارے میں دفتر رضوان کو مطلع فرمادیں۔ نیز اپنا خریداری نمبر یا جس نام سے رسالہ جاری ہے وہ پتہ صاف اور خوشخط ضرور لکھیں۔ آپ کا تعاون اس دینی سعی وکاوش میں ہمارے لئے نہایت اہم اور ''رضوان'' کے معیار میں اضافے کے ساتھ آپ کیلئے کار خیر کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

قارئین رضوان سے گذارش ہے وہ اپنا سالانہ چندہ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں جمع کرسکتے ہیں۔

Bombay Mercantile Co-operative Bank, Lucknow-18

Name of Account "RIZWAN MONTHLY", Account No. : 205110100005299

IFSC Code : BMCB0000049

نوٹ: رقم ڈالنے کے بعد دفتر کو مطلع ضرور کریں ورنہ رقم آپ کے کھاتہ میں منتقل نہ ہوگی۔ اس نمبر پر مطلع کریں **Cantt. No. : 9415911511**

مفتی راشد حسین ندوی

سوال وجواب

س : کچھ لوگ چھوٹے بچوں کو مسجد میں لاتے ہیں جن سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، بعض اوقات یہ بچے نمازیوں کے سامنے سے بھی گزر جاتے ہیں اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

ج : حدیث شریف میں ایسے بچوں کو مسجد میں لانے سے منع کیا گیا ہے جو ابھی مسجد اور نماز کی اہمیت کو سمجھتے ہی نہ ہوں (مصنف عبدالرزاق:۱۷۲۷ و ابن ماجہ:۱۷۵۰) اور خطرہ ہو کہ وہ مسجد میں گندگی کر سکتے ہیں۔البتہ جن میں کچھ شعور آچکا ہو ان کو مسجد لانا چاہئے لیکن ان کے متعلقین کو چاہئے کہ ان کو مسجد اور نماز کا ادب و احترام اچھی طرح سمجھا کر لائیں، تاکہ نہ لوگوں کی نماز میں خلل ہو نہ مسجد کی بے حرمتی ہو، اور اگر کئی بچے ہوں تو حکم یہ ہے کہ ان کی صف بڑوں کے پیچھے الگ بنائی جائے، البتہ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر الگ صف بنانے سے خطرہ ہو کہ وہ ہنگامہ کریں گے تو ان کو بڑوں کی صف کے درمیان بھی رکھا جاسکتا ہے۔(دیکھئے تقریرات رافعی:۱/۷۳) بچوں کو سمجھانا چاہئے کہ نمازیوں کے سامنے سے نہ گزرا کریں، پھر بھی اگر کوئی گزر ہی جائے تو نمازیوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔(ہندیہ:۱/۱۰۴)

س : بہت سی دفع ایسا ہوتا ہے کہ مقتدی امام کو قعدہ اولیٰ میں پاتا ہے، پھر جیسے ہی مقتدی بیٹھا امام کھڑا ہو جاتا ہے، یا مقتدی اما کو قعدہ اخیرہ میں پاتا ہے اور جیسے ہی مقتدی بیٹھا امام سلام پھیر دیتا ہے، اس صورت میں مقتدی کو کیا کرنا چاہئے۔تشہد پورا کر کے کھڑا ہو یا فوراً ہی کھڑا ہو جائے۔

ج : اس صورت مختار یہ ہے کہ تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہو پھر بھی اگر تشہد پڑھے بغیر کھڑا ہو گیا تو نماز ہو جائے گی اور یہ عمل مکروہ ہوگا۔ (ہندیہ:۱/۹۰/ شامی:۱/۳۴۷)

س : امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ پانے کا کیا مطلب ہے، جو بزرگوں کے بارے میں آتا ہے کہ اتنے سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی اس سے کیا مراد ہے؟

ج :تکبیر اولیٰ کا مطلب بیان کرنے میں کچھ اختلاف ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کا پانے والا اس کو سمجھا جائے گا جس کی تکبیر امام کی اتبیر سے بالکل ملی ہوئی ہو، بزرگوں کے بارے میں جو منقول ہے بظاہر اس سے یہی مراد ہے، البتہ صاحبین کے نزدیک امام کی تکبیر کے بعد نماز میں شامل ہونے والے مقتدیوں کو بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ پھر ایک قول یہ ہے کہ جو ثنا پڑھنے تک شامل ہو جائے، دوسرا قول یہ ہے کہ جو نصف سورہ فاتحہ پڑھنے تک شامل ہو جائے۔ تیسرا قول یہ ہیکہ جو پوری سورہ فاتحہ پڑھنے تک شامل ہو جائے اور چوتھا اور آخری قول یہ ہے کہ جو پہلی رکعت پالے۔ اللہ اعلم۔(شامی:۱/۳۸۸)

س : فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ ملانا بھول گیا، اور رکوع میں یاد آیا کہ سورہ نہیں ملائی ہے تو کیا کرنا چاہئے؟

ج :اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورہ ملانا بھول جائے، اور پھر اسے رکوع میں یا رکوع سے اٹھنے کے بعد سجدہ میں جانے سے پہلے اس بھول کا احساس ہوا، تو اس کے لئے اصل حکم شرعی یہ ہے کہ پہلے سورہ پڑھے۔ (قومہ کی حالت میں اسی وقت رکوع کرلیا تھا تو قیام کر کے) پھر دوبارہ رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے، لیکن اگر اس نے واپس آ کر سورہ نہیں پڑھی اور اخیر میں سجدہ سہو کرلیا تب بھی نماز ہو جائے گی، لیکن مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود ایسا نہ کرنا چاہئے۔(ہندیہ:۱/۱۲۶)

س :ایک شخص نے غفلت کی حالت میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سلام پھیر دیا، پھر تنبیہ ہونے پر امام کے ساتھ شریک ہو کر اس کے ساتھ دوبارہ سلام پھیرا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟

ج : جب تک مقتدی امام کے پیچھے رہے اس وقت تک اس سے اگر کوئی سجدہ سہو واجب کرنے والا عمل ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا، اور یہاں یہی صورت پیش آئی ہے لہٰذا اس شخص کی نماز ہوگئی ہے۔

میں نے کیوں اسلام قبول کیا؟

بحوالہ: روزنامہ منصف حیدرآباد

سویڈن کی پروفیسر صوفیہ کے قبول اسلام کی روداد

میں نے ایک کٹر عیسائی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ میری والدہ ہمیں ہر ہفتے چرچ میں لے جانے کی کوشش کرتی تھیں، جب کہ میرے والد ریاضی کے استاد تھے۔ وہ بہت مذہبی نہیں تھے۔ میں اپنی تعلیم کے دوران حیران و پریشان رہا کرتی تھی، کیونکہ مخصوص رسم و رواج اور چرچ میں حاضری کے ساتھ ساتھ میرے ذہن میں ایمان و توحید سے متعلق بعض ایسے سوالات آتے تھے۔ جن کا جواب چرچ کے پاس نہیں تھا۔ پھر میں نے ناروے کی ''اوسلو یونیورسٹی'' میں مذہبی علوم کے شعبے میں داخلہ لیا۔ وہاں تاریخ اور مقابل ادیان کا گہری نظر سے مطالعے کے باوجود میں اسلام کے متعلق بدظنی کا شکار رہی۔ اسلام کو سمجھنے کے لئے میں نے جو کتابیں پڑھی تھیں، وہ سچ نہیں تھیں، کیونکہ وہ مستشرقین کی لکھی ہوئی تھیں۔ آخر میں مجھے ایک بڑے عالم کی کتاب ''دینیات'' پڑھنے کو ملی اور سید قطب مصری کی "**معالم فی الطریق**" کا انگریزی میں ترجمہ ملا، ان سے مجھے اپنے سوالات کا تسلی بخش جواب ملا۔ اس کے بعد میں نے ان کتابوں کو پڑھنا شروع کیا، انہیں مسلمان مفسرین نے لکھا تھا۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ خریدا اور اس کی آیات پر غور و خوض شروع کر دیا۔ جب میں اسلام کے متعلق پوری طرح یکسو اور مطمئن ہوئی تو اسلام مرکز گئی اور کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

میرے رشتے داروں نے اسے معمول کی بات سمجھ کر کوئی خاص توجہ نہیں دی، لیکن میری چند سہیلیوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ خصوصاً جب میں نے یونیورسٹی میں حجاب لینا شروع کر دیا تو بعض دوستوں نے میرے ساتھ بحث و مباحثہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ نئی چیز ہمیشہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتی ہے، اور شروع میں یقیناً بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اب تو پردہ عام ہو چکا تھا۔ مجھے مشکلات کی کوئی پروا نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے دُعا کریں اور اس راستے میں آنے والے مصائب کو صبر و تحمل سے برداشت کریں۔ الحمدللہ! حجاب کے سلسلے میں کوئی خاص مشکل نہیں ہے۔

میں نے اپنی تمام سہیلیوں کو اسلام کی دعوت دی ہے، اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول بھی کر لیا ہے، لیکن میری شادی کے بعد کافی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ میرے خاوند مجھ سے کہتے ہیں کہ جب تم نے خیر کو پا لیا ہے تو اسے دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ عربی سیکھنے میں انہوں نے میری بڑی مدد کی۔ الحمدللہ! میری روزانہ کی مصروفیات تدریس، لیکچرز اور دیگر پروگراموں میں شرکت پر مشتمل ہیں۔

اولاد کی تربیت سب سے اہم کام ہے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دیگر طلبہ کی طرح ہمارے بچے بھی سویڈش اسکول میں جاتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ آموختہ کرتی ہوں اور ان کے ساتھ گفتگو کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ عربی سیکھنے کے لئے ویڈیو کیسٹ دیکھتے ہیں۔ نمازوں اور ذکر کے اہتمام کے ساتھ ساتھ سونے سے پہلے ہم انہیں کوئی ایک آدھ اسلامی قصہ سناتے ہیں اور بعض نصیحتیں کرتے ہیں۔ ہر ہفتے کے آخر میں عربی پڑھنے اور سیکھنے کی مشق کرتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ بچوں کے اخلاقی اور تعلیمی امور بہت اچھے ہیں۔ وہ عربی، سویڈش اور نارویجن تینوں زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں۔

عورت مرد کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ عورت اور مرد یکساں طور پر گھر، اولاد اور دعوت دین کے لئے کام کریں۔ موجودہ زمانے میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ گھر عورت کے لئے بنیادی اور اہم ذمہ داری ہے، لیکن جاہل عورت کوئی کام بھی صحیح طرح نہیں کرسکتی۔ بچوں کی تربیت کے لئے زندگی اور معاشرے کے تجربات اور مشاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کی خدمت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ہمارا موجودہ تربیتی نظام خواتین کو مربی اور داعی بنانے کے بجائے انہیں ناکارہ اور پسماندہ بناتا ہے۔ حالانکہ وہ آنے والی نسلوں کی تربیت کی ذمہ دار ہیں۔

میں نے قرآن کا اسکنڈی نیوین زبان میں ترجمہ شروع کیا ہے۔اس کے علاوہ فریضہ حج ادا کرنے کی میری نیت ہے اور میں صحابیات کی تقلید کرتے ہوئے مسلمان عورت کی مدد کرنا چاہتی ہوں، تاکہ وہ اپنا فریضہ بہتر طور سے ادا کرسکے۔ اللہ میری مدد فرمائے اور تمام کوششوں کو اپنی رضا کے لئے خالص کردے۔آمین

سویڈن میں مختلف قوموں کی مسلمان خواتین رہتی ہیں، جن کا تعلق یورپ، ایشیا، افریقہ، امریکہ، اور عرب ممالک سے ہے۔ ہم نے خواتین کی خدمت اور اسلامی دعوت کے کام میں تمام مسلمان خواتین کو شرکت کرنے کے لئے ایک متحدہ پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی ہے، تاکہ اس کے ذریعے خواتین آسانی سے ہمارے ساتھ رابطہ کرسکیں۔

خواتین، لڑکیوں اور بچوں کے لئے ہفتہ اور عربی اور سویڈش زبان میں درس ہوتے ہیں۔ عورت کے مسائل اور ضروریات سے متعلق سیمینار اور ورکشاپس منعقد ہوتی ہیں۔ تربیتی کیمپ اور سالانہ کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔عورت کے مسائل، مشکلات اور اس کے حقوق کے دفاع کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ضرورت مند اور پناہ گزینوں کے لئے ہم فنڈز جمع کرتے ہیں۔

ہماری سرگرمیوں کے نتیجے میں پروگراموں کی نوعیت اور خواتین کی ضرورت کے مطابق اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً: بوسنیا اور یورپ کی خواتین قرآن و حدیث کی تعلیمات سیکھنے میں دلچسپی لیتی ہیں۔ عرب خواتین بچوں کی تربیت اور کھانے پکانے سے متعلق لیکچرز میں زیادہ دلچسپی لیتی ہیں، جب کہ صومالی خواتین کی کوشش عربی سیکھنے کی ہوتی ہے۔ میرے خیال میں میاں بیوی کی تعلیمی قابلیت اور مقام، ان کے رجحانات کی سمت متعین کرتا ہے، لیکن مسلسل کوشش ہوتی ہے کہ ہم عورت کی مکمل مدد کریں، تاکہ وہ دین کے مطلوبہ مقام تک پہنچ جائے۔اس میں شک نہیں کہ اس کام کے لئے بڑے صبر وضبط کی ضرورت ہے۔

عورت کی آزادی کا نعرہ خرافات اور جہالت پر مبنی ہے۔ہاں یہ ضروری ہے کہ ہم خواتین کو یہ باور کروائیں کہ اسلامی اصولوں کے اندر رہتے ہوئے معاشرے کی تعمیر وترقی میں عورت کا کیا کردار ہے؟ لیکن عورت کو اس کے اخلاقی دائرے سے باہر لاکر آزادی کی بات کرنا کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے لئے بیچے یا اپنی اولاد کو ممتا کی محبت سے محروم کرکے انہیں خادموں کے حوالے کرے اور خود دوسروں کی خدمت کرے۔ یہ ہمیں ہرگز منظور نہیں ہے۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی عصمت کی حفاظت کرتی رہے۔اس طرح فطری امنگوں کی تکمیل ہوتی ہے اور خاندان کے افراد میں محبت اور الفت پنپتی ہے اور پورے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔

تسلیمہ نسرین کی سویڈن آمد پر میں نے ایک چینل پر تبصرہ کیا ہے۔تسلیمہ نسرین کا کوئی علمی مقام نہیں ہے۔اس نے

سیاسی پناہ اور سستی شہرت کے حصول کے لئے مغرب کو استعمال کیا ہے، حالانکہ وہ اپنے مخالفین اور حامیوں دونوں کی طرف سے اس قسم کے اہتمام کے ہرگز مستحق نہیں تھی۔ قرآن پاک اس زمانے کا معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے وہ اس طرح کے لوگوں کو اہمیت نہ دیں اور انہیں آزادی اظہار کے ہیرو نہ بنائیں۔ قرآن تو اس لئے آیا ہے کہ وہ غلاموں کو آزادی کی نعمت سے سرفراز کرے۔ لیکن مسلمانوں کی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے کہ قرآن پاک کو آزادی رائے کے نظریے کے دشمن کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ دلیل کا جواب دلیل سے دیا جانا چاہئے نہ یہ کہ جذبات اور اشتعال کا اظہار کیا جائے۔

مجھے پہلے پاکستان، سوڈان اور الجزائر میں خواتین کانفرنس میں شرکت کی دعوت ملی۔ اس کے علاوہ میں نے تین بین الاقوامی کانفرنسوں بالترتیب عمان، لاہور اور استنبول میں شرکت کی ہے۔ الجزائر میں منعقد ہونے والی خواتین کانفرنس مجھے پسند آئی، جس میں معروف داعیہ زینب الغزالی اور اردن سے سمیرہ نے شرکت کی تھی۔

مجھے عمرہ ادا کرنے سے بہت سکون حاصل ہوا۔ میں مکہ اور مدینہ بار بار جانا چاہتی ہوں۔ جدہ شہر کی ترقی اور جدت بہت پسند آئی۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اکثر مسلم ممالک میں دین بس روایات اور رسم و رواج کا نام ہے۔ ماسوا اس کے کہ جوانوں میں اسلامی احیاء اور معمول کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں نظر آرہی ہیں۔ میں نے یہ دورہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے یہ کام پہلے نہیں کیا تھا، کیونکہ اگر میں عرب اور اسلامی ممالک کا دورہ اس سے قبل کرلیتی تو شاید پھر میں دین پر اتنی سختی سے کاربند رہنے والی نہ بن سکتی۔ کیونکہ کتابوں میں اپنے مطالعے کے دوران اس کے جو افکار، عقیدے اور ثقافت کی میں نے حسین صورت دیکھی تھی وہ ان ممالک کے لوگوں کی زندگی میں مفقود نظر آئی، بلکہ بعض ایسے مناظر بھی دیکھنے میں آئے جو بالکل اسلامی روح کے خلاف تھے۔

مولانا حافظ ڈاکر ہارون رشید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی مدظلہ العالی

مولانا حافظ ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی ایم اے و فاضل جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض سابق منیجر مکتبہ اسلام و ماہنامہ رضوان لکھنؤ و سابق ناظر معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء کا آج رات دو بجے یکم جمادی الاوّل ۱۴۴۳ھ کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں انتقال ہوگیا۔ اور بعد نماز ظہر ندوۃ العلماء میں اس کے ناظم جانشین مفکر اسلام مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور ڈالی گنج قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کی عمر ۹۰ سال تھی وہ ایک ستودہ صفات بزرگ شخصیت کے حامل تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی مرحوم نے دین و دعوت کے لئے ندوۃ العلماء کی بڑی خدمات انجام دیں۔ اور شعبۂ دعوت وارشاد کو بہت متحرک رکھا تھا۔ خاص طور پر تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت اور شیعیت کے لئے بھی ان کی قلمی وتقریری خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ تعلیم وتربیت کا ان کو اچھا سلیقہ وتجربہ تھا اور حضرت مولانا محمد ثانی حسنی خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا کاندھلوی کے برائے معتمد رہے تھے اور ان کی دیانت وذہانت اور صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں ندوہ میں خدمت کا موقع دیا گیا تھا جسے آخر تک انجام دی ہے۔

مولانا محمد قمر الزماں ندوی
استاد مدرسہ نور الاسلام کنڈہ پرتاب گڑھ

تعلیماتِ نبوی ﷺ میں حکمت و نفسیات کی رعایت

سیرت نبوی کا مطالعہ نفسیات و اجتماعیات کے نقطۂ نظر سے، آج کے زمانے میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ سیکلوجی آف سیرت کے مواد کتب سیرت میں بکھرے ہوئے ہیں، ضرورت ہے سیرت پاک کے اس مواد کا ہم مطالعہ گہرائی کے ساتھ کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کے بہت سے اقدامات اور فیصلے ایسے تھے جس میں نفسیات و سوشیالوجیکل کے پہلو نمایاں ہیں ۔۔۔ اس پہلو اور پس منظر کو سمجھنا ضروری ہے کہ وہاں کس ماحول اور کس پس منظر میں آپ یہ کام کر رہے تھے ۔ یہ پس منظر بہت سی چیزوں کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے ۔ مدینہ منورہ میں اجتماعیت کس انداز کی تھی ، خاندان اور قبائل کون کون سے آباد تھے ان کے آپس کے تعلقات کی نوعیت کیا تھی ، مدینہ کی معاشرت کیا تھی ۔۔ وہاں جاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی نفسیات کی رعایت کرتے ہوئے کس طرح ان میں مواخوات اور بھائی چارہ قائم کی کہ انصار و مہاجر باہم شیر وشکر ہو اسلام کی خدمت اور دین کی دعوت میں لگ گئے؟ اس کے لیے سیرت کی کتابوں کا مطالعہ گہرائی کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بادشاہ یا گورنر کے پاس کسی قاصد اور سفیر کو روانہ کرتے ، تو اس کا خاص خیال رکھتے تھے کہ وہ قاصد ایک صحیح ترجمان ، سفیر ، ایلچی اور نمائندہ ہو ، ذہانت و فطانت اور علمیت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت اور حسن صورت کا جامع ہو ، جو وقت پڑھنے پر اسلام کی صحیح ترجمانی کرسکتا ہو ، جو وہاں کی ثقافت ، تمدن ، کلچر اور تہذیب و روایات سے واقفیت رکھتا ہو ، عام طور پر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اس ذمہ داری کو انجام دیتے تھے جو صورت اور سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے ۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے بھی اس فرض کو ادا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی نجاشی کے دربار میں کوئی خط بھیجا تو حضرت عمرو بن امیہ الضمر ی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا ۔ بلکہ یہاں تک روایت میں آتا ہے کہ جب آپ نے پہلی بار عمرو بن امیہ الضمر ی کو نجاشی کے دربار میں بھیجا تو اس وقت تک وہ اسلام بھی نہیں لائے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا تعلق اور دوستی قبول اسلام سے پہلے سے تھی ۔ بعد میں کئی مواقع پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر نجاشی کے دربار میں گئے ۔

اس انتخاب کی کیا وجہ تھی کہ ہر بار نجاشی کے دربار میں قاصد اور سفیر بن کر مذکورہ صحابی ہی گئے ، اس انتخاب کی یقیناً ایک وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ وہ نجاشی کا ہم عصر تھا ، جب نجاشی کے والد کا انتقال ہوا تو وہ بہت کم سن تھے ان کے کسی رشتہ دار نے سازش کرکے اقتدار سے نجاشی کو محروم کر دیا اور اس کے قتل کے درپے ہوگیا ۔ اس موقع پر نجاشی جان بچا کر

بھاگے اور بنی ضمرہ میں کسی دوست کے گھر پناہ لی اور بچپن وہیں گزرا۔عمرو بن ضمرہ بھی اسی سردار کے بیٹے تھے جس کے یہاں کم سن نجاشی نے پناہ لی تھی اور وہ نجاشی کے ہم عمر تھے اور بچپن میں نجاشی کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔دونوں میں گہری دوستی تھی ساتھ شکار کھیلا کرتے تھے۔دس بارہ سال تک یہ رفاقت رہی ،پھر مصر کے حالات بدلے غاصب حاکم کو مصر کے لوگوں نے نکال دیا اور اصل وارث نجاشی کو بلا کر دوبارہ تخت نشین کرایا۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرو بن بنی امیہ کو نجاشی کے دربار میں ہمیشہ سفیر بنا کر بھیجنا سمجھ میں آتا ہے کہ پیش نظر کیا تھا اور اس میں حکمت اور نفسیات کیا تھی۔

آج بھی عالمی سفارت اور ترجمانی میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی اصول کو اپنایا جانا چاہیے۔

(مستفاد محاضرات سیرت از ڈاکٹر محمود احمد غازی 98/99)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مکہ والوں کو علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک تعداد کے ساتھ مکہ کے قریب آ گئے ہیں، تو سخت گھبراہٹ ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کسی ساتھی کو بھیج کر اہل مکہ کو اطمینان دلایا جائے ،اس کے لیے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا ، وجہ یہ رہی ہوگی کہ ان کے اندر شجاعت ہمت جرأت اور بہادری کے اوصاف نمایاں ہیں۔آپ نے جب حضرت عمر فاروق کو طلب کیا تو وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔مکہ میں بنی عدی بن کعب یعنی میرے خاندان کا ایک آدمی بھی موجود نہیں ہے ،جو ان کے درپئے آزار ہونے پر میری حمایت کر سکے، بہتر یہ ہوگا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں جانے کا حکم فرمائیں کہ انکا پورا خاندان وہاں موجود ہے اور وہ پیغام رسانی کا فریضہ بھی اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں ان کے اندر حلم ،سنجیدگی وقار اور شگفتہ مزاجی کے اوصاف نمایاں ہیں۔ آپ نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور اس حکمت اور نفسیات کی رعایت کی، کوئی خفگی اور ناراضگی نہیں ہوئی ، بلکہ اس پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔کیا آج کے ذمہ داران اور ارباب اہتمام نظماء اور تنظیموں کے صدور ان باریکیوں اور ان حکمتوں کو جلد ماننے کے لیے تیار ہوں گے۔وہ فورا اس کو بے ادبی اور گستاخی پر محمول کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ سامنے والے نے ان کی حکم عدولی کی ہے۔

یہاں اس پہلو کی طرف بھی نظر ہونی چاہیے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل نے یہ ثابت کر دیا کہ جو جس عہدے، ذمہ داری اور مقام و منصب کا اہل نہ ہو اپنے اندر وہ اوصاف اور شرائط محسوس نہ کرے، انہیں فورا دستبردار ہو جانا چاہیے اور خود اعلان کر دینا چاہیے کہ میرے اندر یہ اہلیت نہیں۔

اس سے نظم و نسق میں مضبوطی آتی ہے اور حکومت، مملکت اور ادارے ترقی کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں ، اور راہ کی رکاوٹیں دور ہوتی ہیں، سفر آسان ہوتا ہے،اور منزل قریب ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقہ سے ماحول سازی کا حکم دیا، کہیں آپ نے اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دی، کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ فرض نمازوں کے علاوہ دوسری نمازیں گھر میں پڑھو، یہ افضل طریقہ ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ گھروں میں نماز پڑھا کرو، اس کو قبرستان نہ بناو۔(مسلم شریف) غور کیجئے کہ مسجد سے زیادہ پاکیزہ جگہ کون سی ہوسکتی ہے اور نماز جیسی عبادت کے لیے کون سا مقام ہے جو اس سے زیادہ موزوں ہو؟ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنن و نوافل کو گھر میں پڑھنے کا حکم دیا اس کی حکمت اور مصلحت یہی سمجھ میں آتی ہے کہ

اس کی وجہ سے گھر کا ماحول دینی بنے گا، بچے جب اپنے بڑوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اکثر ان کی نقل کرنے لگتے ہیں اور نماز کی اہمیت ان کے تحت الشعور میں بیٹھ جاتی ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی خاص ترغیب دی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناو، بلکہ اس میں تلاوت کیا کرو، خاص کر سورہ بقرہ کی، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے، شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے، گھر میں تلاوتِ قرآن، ایک ایسا عمل ہے جو ماحول بنانے میں بہت موثر ہوتا ہے، گھر کے بچوں میں بھی یہ بات راسخ ہوجاتی ہے کہ ہمیں قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اسی طرح آپ نے گھر میں ذکر کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا ان کی مثال زندہ اور مردہ شخص کی ہے۔ مسلم شریف۔

مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے تمام مسلمانوں پر یہ بات واجب قرار دی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آکر مقیم ہوجائیں اس حکم کی بنیادی وجہ اور سبب یہی تھا کہ لوگوں کو ایک معیاری دینی ماحول ملے، وہ لوگوں کو دیکھ کر دین سیکھیں اور اسلامی اخلاق کا نمونہ بن سکیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت تھی، اسی ماحول کا اثر تھا کہ جو لوگ ظلم و جور قتل و قتال، بے حیائی و بے شرمی اور شراب و کباب کے لیے مشہور تھے، انہوں نے ایک ایسی بلند پایہ سوسائٹی کا نقشہ چھوڑا کہ انبیاء کرام کے سوا زمین کے سینے پر اور آسمان کے سائے میں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بافیض صحبت، آپ کی حکمت و دانش مندی اور ماحول کا اثر تھا۔

ooo

بقیہ .... انسانی زندگی میں ہار اور جیت یکساں پیمانے

کوئی سفر ہو پہلا قدم خوف کی چھاتی پر رکھ کر ہی آگے بڑھنا ہوگا۔

اُمید جنت کی شہریت اور خوف جہنم کی

دوستو! اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ بات سمجھ لو کہ سوائے ''خوفِ خدا'' کے جو ہمیں اپنے عمل کی جوابدہی کے سلسلے میں ہوتا ہے اس کے علاوہ ہر خوف عقل و دانش کا دشمن ہے۔ اور خوف خدا تو عقل و دانش کا دروازہ کھولتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر خوف اندیشوں، خدشوں اور فریب کا پروردہ رہتا ہے۔ سارے ''ڈر'' اَنا کے کھیت کے زہریلے کانٹے ہوتے ہیں۔ جیسے زقوم کے پھل۔ ان کانٹوں میں گتھے گندم کی چپائی ہوئی روٹی سے زندگی کو مطلوب نہ تازہ خون ملتا ہے نہ شخصیت و کردار میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ جب کہ رب کا ڈر، علم کے سایہ میں رہتا ہے۔ جہل کی گود میں نہیں۔ اور جہل کا پروردہ ڈر خدا پرستوں کی بستیوں میں گھسا ہوا غارت گر ڈاکو ہوتا ہے۔ یہ ابلیسی سفیر ہمارے ذہن کو یرغمال بنا کر اپنی شرطیں منواتا ہے۔ جیسے کوئی آپ کے کعبۂ دل میں شک و شبہات کے بدشکل بت گاڑ دے اور اس کے طواف پر جبراً مجبور کردے۔ جس کا بوجھ آپ اپنی چھاتی پر وزنی پتھر سا محسوس کریں اس لئے خوف زدہ رہنا گناہ عظیم ہے۔ خوف سے جتنی دوری اور اُمید سے جتنے قربت بڑھے گی اتنا ہی ہماری شخصیت میں نکھار آئے گا۔ ''اُمید'' جنت کی شہریت دلاتی ہے اور ''خوف'' جہنم زار کا غلام بناتی ہے۔

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر
تو ہے خوف و ذلت کے حلوے سے بہتر
(اسماعیل میرٹھی)

کچھ اہم و مفید مطبوعات

ازحضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ:

کاروانِ زندگی حصہ اول 260
کاروانِ زندگی حصہ دوم 350
کاروانِ زندگی حصہ سوم 220
کاروانِ زندگی حصہ چہارم 350
کاروانِ زندگی حصہ پنجم 180
کاروانِ زندگی حصہ ششم 240
کاروانِ زندگی حصہ ہفتم (مع ضمیمہ) 275
کاروانِ زندگی مکمل سیٹ 1875
مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی 125
ارکان اربعہ 300
خواتین اور دین کی خدمت 60
کاروان ایمان وعزیمت 100
دعائیں 25
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ 250
سوانح مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ 150
نبی رحمت (ﷺ) 400
سیرت سید احمد شہیدؒ (دوجلدیں) 800
تاریخ دعوت وعزیمت (پانچ جلدیں) 1650
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر 280
اپنے گھر سے بیت اللہ تک 60
اصلاحیات 75
تذکرہ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ 70

ازحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی:

رہبر انسانیت 250
قرآن مجید انسانی زندگی کا رہبر کامل 260
دو مہینے امریکا میں 300
جزیرۃ العرب 250
حج ومقامات حج 90
امت مسلمہ رہبر اور مثالی امت 110
سماج کی تعلیم وتربیت 110
یادوں کے چراغ 250

ازحضرت سید مولانا محمد ثانی حسنیؒ:

سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ 250
مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ 20
زبان کی نیکیاں .....
مجدد الف ثانیؒ 10
گلدستہ حمد وسلام 15
خانوادۂ علم اللہی 250
میزاب رحمت 150
سوانح مولانا سید محمد الحسنیؒ 250

ازمولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی:

تذکرہ صحابیاتؓ 140
تذکرہ حضرت سید احمد شہیدؒ 125
مکتوبات مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (اول) 250
مکتوبات مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (دوم) 350
〃 〃 (سوم) 300
〃 〃 (چہارم) 400
〃 〃 (پنجم) 350
سیرت امہات المؤمنینؓ 120

ازمولانا سید محمد الحسنیؒ:

تذکرہ حضرت سید شاہ علم اللہؒ 150

ازمحترمہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ:

زادسفر اول 240
〃 〃 دوم 230
باب کرم 12
بچوں کی قصص الانبیاء (اول) 45
بچوں کی قصص الانبیاء (دوم) 42
بچوں کی قصص الانبیاء (سوم) 45
بچوں کی قصص الانبیاء (چہارم) 35
ہمارے حضور (ﷺ) (اردو) 45
ہمارے حضور (ﷺ) (ہندی) ....
مناجات ہاتف 20

دیار حبیب (ﷺ) 5

ازمخدومہ خیر النساء بہترؒ:

حسن معاشرت 40
کلید باب رحمت 25
ذائقہ 45
ذکر خیر 48

ازمولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ:

تعلیم الاسلام 25
نور الایمان 18

ازمولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ:

نماز سمجھ کر پڑھیے 8

ازمولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی:

نظام تعلیم وتربیت 100
محسن انسانیت 60

ازدیگر مصنفین:

بشریت انبیاء (مولانا عبدالماجد دریابادیؒ) 80
سیرت صدیقؓ (مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ) .....
عربی میں نعتیہ کلام (ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ) 150
امت مسلمہ کی مائیں (مولانا عاشق الٰہی بلندشہریؒ) 50
رسولؐ کی صاحبزادیاں (مولانا عاشق الٰہی بلندشہریؒ) 50
اعمال قرآنی (مولانا اشرف علی تھانویؒ) 30
مثالی حکمراں (مولانا عبدالسلام قدوائیؒ) 37
عربی زبان کے دس سبق 〃 20
خلافت راشدہ (مولانا غلام رسول مہرؒ) 25
خلافت بنی امیہ 〃 25
خلافت عباسیہ 〃 28
بہشتی ثمر (اول) (مولانا عیسیٰ صاحبؒ) 52
بہشتی ثمر (دوم) 〃 42
تعلیم القرآن (مولانا اویس نگرامی ندویؒ) 50
بکھرے موتی (مولانا نیاز احمد بستویؒ) 25
کتاب النحو (حافظ عبدالرحمٰن امرتسریؒ) 45
کتاب الصرف (حافظ عبدالرحمٰن امرتسریؒ) 50
ہدایۃ النحو (سراج الدین عثمانی اودھی) 75
کلیلہ ودمنہ 90

مکتبہ اسلام رؤف مارکیٹ، گوئن روڈ، لکھنؤ ۱۸ Mob: 9415912042

Postal Regd. No. LW/NP-184/2021-23 R. N. 2416/57
Posting Date: 02,03 Publish Date 2nd Week of the Month (Pages.44)
Dispatch P.O. R,M,S, Charbagh Lucknow

Monthly

RIZWAN

Rs. 30

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow. Pin.226018
Mob: 9415911511

January 2022

نشکر

شوگر کی کامیاب ترین دوا

• قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ دوا۔
• پیشاب سے شکر کو ختم کر کے خون میں شکر کو کنٹرول رکھتی ہے۔

کفزال

ہر قسم کی کھانسی نزلہ زکام میں بیحد مفید

ہر قسم کی کھانسی، نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور نزلہ سے سر درد و بدن درد میں مفید ہے

لیکوڈین

لیکوریا و جریان میں بیحد مؤثر

لیکوریا میں بیحد مفید، رحم کی نامناسب رطوبت کو خشک کر کے طاقت دیتا ہے۔ قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے، سرعت انزال اور ہر قسم کے جریان میں بیحد مؤثر و مفید ہے

بطینا

قبض اور گیس کی کامیاب دوا

• قبض، گیس، بھوک نہ لگنا۔
• جلن، گرانی اور دیگر خرابیوں کیلئے
• بیحد مفید چورن۔
استعمال کریں، آرام پائیں۔

کبدون

جگر اور پتہ کی خرابیوں کو دور کرنے والا بے نظیر سیرپ

• پیلیا، جگر اور
• پیٹ کے ورم،
• کمزوری، درد اور
• پتھری کا بے نظیر سیرپ

صبا کا آملہ

بالوں کا بہترین محافظ

دماغ کو چست بناتا ہے، بالوں کی جڑوں کو مضبوط کر کے بالوں کو کالا اور گھنا بناتا ہے

اندامول

گہرے زخم پھوڑوں کا لاجواب مرہم

گہرے زخم، ناسور، پرانے پھوڑے خصوصاً کاربنکل پھوڑوں کا جلد اثر کرنے والا مرہم

برنیسال

برنیسال کے تین اہم فوائد

۱. سوزش اور جلن میں فوراً ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔
۲. زخم کو جلدی ٹھیک کر کے نشان نہ پڑنے دے۔
۳. ہر طرح کے مضر اثرات سے پاک ہے۔

روزامین

فساد خون اور جلدی امراض کا سیرپ

• فساد خون، مہاسے، پھنسی
• پھوڑے، پھنسی اور
• خارش کو ٹھیک کرتی ہے اور
• چہرے پر نکھار لاتی ہے۔

صبا کا ہیئر آئل

دماغ اور بالوں کا انمول ہیئر ٹانک

سر درد، ذہنی تھکاوٹ دور کر کے دماغ کو تقویت اور قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے، بالوں کی جڑوں کو مضبوط کر کے بالوں کو کالا گھنا اور چمکدار رکھتا ہے۔

HASANI PHARMACY

177/41 GWYNNE ROAD, LUCKNOW-226 018 (India)
Mob: 9415105047,9415028675,9838023223
Ph: 0522-2202677 E-Mail:hasanipharmacy@gmail.com

Designed by Hamid, Mob:9889654027,9918687777, E-mail:hrhamid1962@gmail.com